ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
www.tanzeem.org
16
24ربیع الثانی تا یکم جمادی الاولیٰ 1430ھ/21تا27اپریل2009ء

مالاکنڈ ڈویژن میں

شرعی عدالتی نظام کے قیام پر

● مولانا صوفی محمد —— اور ان کی تحریک نفاذِ شریعت

● سرحد کی صوبائی حکومت —— ● نیشنل اسمبلی اور صدرِ پاکستان کو

مبارک باد

اور اس کے ساتھ ساتھ مملکتِ خداداد پاکستان کی مجموعی سیاسی قیادت سے

التماس —— کہ خدارا

(۱) موجودہ عالمی سیاست اور ابلیسی قوتوں کے اغراض و مقاصد کو سمجھیں،

(۲) قیامِ پاکستان کے تاریخی پس منظر اور اس کے مقصد کو ذہن میں تازہ کریں،

(۳) یہ سمجھ لیں کہ پاکستان کی بقا اور استحکام صرف نظامِ اسلام کے قیام سے وابستہ ہے —— اور

(۴) قراردادِ مقاصد کو پورے دستورِ پاکستان پر حاوی اور فیصلہ کُن قرار دے کر یہاں اسلام کے قیام کے لئے پُرامن دستوری اور سیاسی راستہ کھول دیں!

بصورت دیگر

اندیشہ ہے کہ پاکستان میں شریعتِ اسلامی کے نفاذ کے تمام خواہش مند یہ سمجھیں گے کہ اس مقصد کے حصول کا واحد راستہ یہی ہے جو سوات میں اختیار کیا گیا!!
جس سے ملک میں شدید خانہ جنگی کا امکان پیدا ہو جائے گا

اور یہی اس وقت عالمی استعمار کی خواہش ہے!

تاکہ قیامِ امن کے بہانے سے مشرق سے بھارت اور مغرب سے نیٹو کی افواج پاکستان میں داخل ہو جائیں —— اور اس طرح ۱۹۷۱ء کی تاریخ دہرا دی جائے! اعاذنا اللہ من ذلک!

من جانب: **تنظیم اسلامی پاکستان**

A-67 علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور فون: 6316638,6366638

اس شمارے میں

آزمائش شرط ہے!
......ملکی سلامتی کو لاحق خطرہ
جی ٹوئنٹی اجلاس: کس کا فائدہ......
واقعہ سوات اور ہمارا ردعمل
وظائف نہیں، عمل
"استحکام پاکستان اور اسلام" سیمینار
قادیانیت کے خاتمہ کے لئے......
موجودہ اسلامی بنکاری......
آخر یہ تماشا کب تک؟
ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں میں......
آفات لسان سے بچنے کا طریقہ

سورۃ الاعراف

(آیات:117تا125)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿ وَاَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی مُوۡسٰۤی اَنۡ اَلۡقِ عَصَاکَ ۚ فَاِذَا ہِیَ تَلۡقَفُ مَا یَاۡفِکُوۡنَ ﴿117﴾ فَوَقَعَ الۡحَقُّ وَبَطَلَ مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿118﴾ فَغُلِبُوۡا ہُنَالِکَ
وَانۡقَلَبُوۡا صٰغِرِیۡنَ ﴿119﴾ وَاُلۡقِیَ السَّحَرَۃُ سٰجِدِیۡنَ ﴿120﴾ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿121﴾ رَبِّ مُوۡسٰی وَہٰرُوۡنَ ﴿122﴾ قَالَ فِرۡعَوۡنُ اٰمَنۡتُمۡ بِہٖ
قَبۡلَ اَنۡ اٰذَنَ لَکُمۡ ۚ اِنَّ ہٰذَا لَمَکۡرٌ مَّکَرۡتُمُوۡہُ فِی الۡمَدِیۡنَۃِ لِتُخۡرِجُوۡا مِنۡہَاۤ اَہۡلَہَا ۚ فَسَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿123﴾ لَاُقَطِّعَنَّ اَیۡدِیَکُمۡ وَاَرۡجُلَکُمۡ
مِّنۡ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّکُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿124﴾ قَالُوۡۤا اِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا مُنۡقَلِبُوۡنَ ﴿125﴾ ﴾

”(اس وقت) ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ تم بھی اپنی لاٹھی ڈال دو۔ وہ فوراً (سانپ بن کر) جادوگروں کے بنائے ہوئے سانپوں کو (ایک ایک کرکے) نگل جائے گی۔ (پھر) تو حق ثابت ہو گیا اور جو کچھ فرعونی کرتے تھے باطل ہو گیا۔ اور وہ مغلوب ہو گئے اور ذلیل ہو کر رہ گئے۔ (یہ کیفیت دیکھ کر) جادوگر سجدے میں گر پڑے، اور کہنے لگے کہ ہم جہان کے پروردگار پر ایمان لائے، (یعنی) موسیٰؑ اور ہارونؑ کے پروردگار پر۔ فرعون نے کہا کہ پیشتر اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں تم اس پر ایمان لے آئے؟ بیشک یہ فریب ہے جو تم نے مل کر شہر میں کیا ہے تاکہ اہل شہر کو یہاں سے نکال دو۔ سو عنقریب (اس کا نتیجہ) معلوم کر لو گے۔ میں (پہلے تو) تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسرے طرف کے پاؤں کٹوا دوں گا، پھر تم سب کو سولی چڑھوا دوں گا۔ وہ بولے کہ ہم تو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔“

اس مقام پر تو ذکر نہیں مگر دوسرے مقامات پر یہ بات آئی ہے کہ جب جادوگروں کی رسیاں اور چھڑیاں سانپ بن گئیں تو حضرت موسیٰؑ بھی عارضی طور پر ڈر گئے تھے کہ جو میرا معجزہ تھا تقریباً ویسا ہی جادوگروں نے کر دکھایا ہے، فرق تو صرف اتنا رہ گیا کہ کوئی بڑا اژدھا بن گیا اور کوئی دس بیس چھوٹے چھوٹے سانپ بن گئے لیکن معجزے کی نوعیت تو وہی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے موسیٰ ڈرو نہیں بلکہ جو تمہارے ہاتھ میں ہے اسے زمین پر ڈالو۔

ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ ذرا اپنا عصا ڈالو تو سہی۔ جب انہوں نے عصا ڈالا تو اچانک وہ اژدھا بن گیا اور جو چھوٹے چھوٹے سانپ سپولئے جادوگروں نے رسیوں اور چھڑیوں سے بنائے تھے، ان سب کو نگل گیا۔ پس اس طرح حق کا واقع ہونا ثابت ہو گیا اور جو کچھ وہ (جادوگر) کر رہے تھے اُس کا باطل (ناحق، غیر حقیقی) ہونا ظاہر ہو گیا۔ پس وہ جادوگر مغلوب ہو گئے، شکست کھا گئے اور فرعون اور اُس کے سردار ذلیل و خوار ہو کر رہ گئے۔ جادوگر ایسے ہو گئے جیسے کسی نے اُن کو سجدے میں گرا دیا ہو۔ انہوں نے فوراً اعلان کیا، ہم رب العالمین پر ایمان لے آئے ہیں جو موسیٰؑ اور ہارونؑ کا رب ہے۔ جادوگروں کے فوری ایمان لانے کا کیا سبب ہوا؟ اسے سمجھنا ضروری ہے دیکھئے، ہر فن کا ماہر یہ جانتا ہے کہ میرے فن کی حدود کیا ہیں؟ جب اُس کے سامنے کوئی ایسی چیز آ جائے جو اس کی حدود سے ماورا ہو تو وہ سمجھ جاتا ہے کہ واقعی یہ شے میری شے سے برتر ہے۔ البتہ عام آدمی تو یہی سمجھے گا کہ یہ چھوٹا شعبدہ باز ہے اور دوسرا بڑا جادوگر۔ یہی وجہ ہے کہ یہ مقابلہ دیکھنے والے مصریوں کو ہدایت نصیب نہیں ہوئی، اور نہ ہی فرعون اور اُس کے سرداروں نے صحیح راہ پائی، مگر ماہر جادوگروں نے دیکھ لیا تھا کہ موسیٰؑ نے جو کام کیا ہے، وہ جادو نہیں ہے، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ جادو کہاں تک جا سکتا ہے، جادو کی Limit کہاں تک ہے۔ لہٰذا اُن پر حقیقت منکشف ہو گئی اور وہ فوراً ایمان لے آئے اور اُن میں ایسی استقامت پیدا ہو گئی کہ فرعون کے سامنے بے باک ہو گئے۔ اُن کے ایمان لانے پر فرعون نے کہا تمہیں یہ جرأت کیسے ہوئی کہ تم میری اجازت کے بغیر ہی ایمان لے آئے۔ اگرچہ یہ سارا مظاہرہ دیکھ کر فرعون کی سخت سُبکی ہوئی لیکن وہ ذہین تھا، اس نے سوچا اس سارے مظاہرے سے حاضرین بہت متاثر ہوں گے۔ چنانچہ اس نے فوراً ایک ترکیب سوچی اور کہنے لگا، جادوگرو! یہ موسیٰؑ بھی تمہارا ہی ساتھی ہے، تم نے مل کر یہ سازش کی ہے۔ یہ تمہاری نورا کشتی ہے جو تم نے یہاں میرے دربار میں کی ہے تاکہ لوگوں کو دھوکہ دو۔ یہ تمہاری ایک چال ہے، جس کا تانا بانا تم نے شہر کے اندر بنا ہے، تاکہ اس ملک کے رہنے والوں کو جو اس سرزمین کے اصل مالک ہیں، یہاں سے بے دخل کر دو۔ اب تم نے ایسا کیا ہے تو عنقریب تمہیں پتہ چل جائے گا کہ اس کرتوت کی سزا کیا ہے۔ میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ ڈالوں گا یعنی دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں یا بایاں ہاتھ اور دایاں پاؤں اور پھر میں تم کو سولی دے دوں گا۔ اس پر جادوگر کہنے لگے، ہم پر حقیقت منکشف ہو گئی ہے، اب ہمیں سزا کی کوئی پروا نہیں، ہم ثابت قدم ہیں، ہمیں اپنے رب کی طرف واپس جانا ہے۔

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

دینی سمجھ بُوجھ انعامِ عظیم ہے

عَنۡ مُعَاوِیَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَنۡ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیۡرًا یُّفَقِّہۡہُ فِی الدِّیۡنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰہُ یُعۡطِیۡ)) (متفق علیہ)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ عنایت فرماتا ہے اور میں تو تقسیم کرنے والا ہوں اور دیتا تو اللہ ہی ہے۔“

تشریح: اس حدیث میں اس بات کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت دین کی سمجھ بوجھ ہے۔ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں تو (ہدایت) تقسیم کرنے والا ہوں، جس کی مرضی قبول کرے جس کی مرضی انکار کرے۔ اصل (ہدایت) عطا کرنے والا تو خود اللہ ہی ہے۔

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آزمائش شرط ہے

ایک زمانہ تھا، ہر ذہین بچے کو اچھے سکول یا کالج میں داخلہ مل جاتا تھا۔ آبادی بڑھتی گئی، حکومتی سطح پر اچھی تعلیم کا کوئی مزید انتظام نہ کیا گیا۔ اچھے تعلیمی ادارے صرف ایلیٹ کلاس کے لیے مخصوص ہو گئے۔ نتیجہ کیا نکلا؟ پرائیویٹ تعلیمی ادارے کھل گئے اور لوگوں کی ضرورت کسی حد تک پوری ہو گئی۔ صحت کے میدان میں آزادی کے بعد ہر بڑے شہر میں ایک دو اچھے ہسپتال تھے، جو اُن کی ضرورت پوری کر رہے تھے۔ آبادی بڑھتی گئی، وقت کی حکومتوں نے بے فکری اور بے پروائی کا مظاہرہ کیا۔ پرائیویٹ ہسپتال وجود میں آ گئے۔ کم از کم امراء اور وزراء کی ضرورت پوری ہونے لگی۔ بڑے بوڑھے کہتے ہیں، پہلے زمانے میں قتل ہو جاتا تھا تو سرخ آندھی آ جاتی تھی۔ آزادی کے بعد حکومتوں نے صرف اپنی سکیورٹی ضروری سمجھی۔ ڈاکے، قتل عام ہوئے تو پرائیویٹ سکیورٹی ایجنسیاں وجود میں آ گئیں۔ عدالتوں نے انصاف کے معاملے میں عوام کو مایوس کرنا شروع کر دیا۔ انصاف اول دستیاب ہی نہیں، پھر دادا مقدمہ دائر کرے اور پوتے کے جوان ہونے پر فیصلہ ہو تو انصاف ہو بھی جائے تو بے کار ہے۔ پھر عدالتی کارروائیاں اتنی مہنگی ہو گئیں، کرپشن ہو گئی، یہاں تک کہ یہ جملہ سننے میں آنے لگا اتنی فیس وکیل کو دینی ہے تو بہتر ہے وکیل کی بجائے جج کر لو۔ ظاہر ہے اِس کا نتیجہ بھی اِس کے سوا کیا نکل سکتا تھا کہ عدالتی نظام کو بھی حکومتی شکنجے سے آزاد کرا لیا جائے تو وہ اہل سوات نے کروا لیا۔

چیف جسٹس کی بحالی اور پیپلز پارٹی کی حکومت کے ہاتھوں سوات میں عدل ریگولیشن کی منظوری جس انداز میں ہوئی اُس سے یہ تاثر عام ہو گیا حکومت کی کُرسی پر بَن جائے تو جو بات چاہے منوا لو۔ اِس پس منظر میں یہ جائزہ لینا ہو گا کہ وہ تعلیمی ادارے جو گھاس کی طرح اُگ چکے اور طلبہ کی پلٹن سندیں ہاتھ میں لیے ہوئے ہے لیکن سیاسی عدم استحکام، بجلی کے بحران اور انتہائی کرپٹ حکومتی مشنری کی وجہ سے جو اندرونی اور بیرونی سرمایہ کاری رُک چکی ہے اور روزگار دستیاب نہیں محرومیوں کے شکار یہ نوجوان کسی وقت معاشرے کے لیے بھوت ثابت ہو سکتے ہیں۔ غریب اور متوسط طبقہ سرکاری ہسپتالوں میں دھکے کھا رہا ہے اور اخباروں میں یہ کہانیاں پڑھ رہا ہے کہ فلاں وزیر کے اہل خانہ کا علاج لندن میں اور فلاں کا امریکہ میں ہوا اور اتنی رقم خرچ ہوئی، اگرچہ اُن کے لیے اندرونِ ملک بھی فائیو سٹار ہسپتال موجود ہیں۔ یہ طبقہ بھی بڑوں کے گریبان میں ہاتھ ڈالنے کے لیے موقع کی تلاش میں ہے۔ اُدھر ملک کے شمال مغربی حصہ سے بندوق والوں کی کامیابی کے قصے عام ہو رہے ہیں۔ امریکہ کو ڈرون حملوں کی اجازت دے کر اور طالبان سے قیدیوں کا تبادلہ کر کے حکومت نے واضح کر دیا ہے کہ وہ قوت کے سامنے اپنی رٹ سے دستبردار ہو جائے گی۔ حکومت کا حال یہ ہے کہ وہ ہر دن گزرنے پر یہ کہتی نظر آتی ہے کہ ہم نے ایک دن اور حکومت کر لی یعنی وقت گزاری کو حکومت اپنی کامیابی قرار دے رہی ہے۔ قصہ مختصر خونی انقلاب کی چاپ صاف سنائی دے رہی ہے۔

اے کاش! حکومت اپنے ہوش و حواس مجتمع کرے، دانشور غور و فکر کریں۔ ابھی پانی سر سے نہیں گزرا۔ عوام کو اُن کے حقوق دینے ہوں گے۔ انصاف عام کرنا ہو گا۔ حق اور ناحق میں امتیاز کرنا ہو گا۔ حقوق طلب کرنے والوں کو فرائض ادا کرنے ہوں گے۔ سرمائے اور محنت میں توازن پیدا کرنا ہو گا۔ مرد و زن میں مساوات کس سطح پر ممکن ہے اور کس سطح پر مطلوب نہیں، یہ طے کرنا ہو گا۔ سید القوم کو عملی طور پر قوم کا خادم بننا ہو گا۔ سرکاری خزانے کے اصل مالک عوام ہوں گے، اُن کی بہبود کے سوا اِسے خرچ نہیں کیا جا سکے گا۔ ماضی قریب اور حال کے تمام نظاموں پر نظر دوڑائیں، آیا کوئی نظام اِس معیار پر پورا اُترتا ہے۔ سوشلزم اور کمیونزم نے روٹی، کپڑے کے عوض (باقی صفحہ 18 پر)

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 18 — 24 ربیع الثانی تا یکم جمادی الاولیٰ 1430ھ — 21 تا 27 اپریل 2009ء — شمارہ 16

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 03-5869501
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 10 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......300 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ابلیس کی عرض داشت

[بالِ جبریل]

کہتا تھا عزازیل خداوندِ جہاں سے
پرکالۂ آتش ہوئی آدم کی کفِ خاک!
جاں لاغر و تن فربہ و ملبوس بدن زیب!
دل نزع کی حالت میں، خرد پختہ و چالاک!
ناپاک جسے کہتی تھی مشرق کی شریعت
مغرب کے فقیہوں کا یہ فتویٰ ہے کہ ہے پاک!
تجھ کو نہیں معلوم کہ حورانِ بہشتی
ویرانیٔ جنّت کے تصوّر سے ہیں غمناک؟
جمہور کے ابلیس ہیں اربابِ سیاست
باقی نہیں اب میری ضرورت تہِ افلاک!

مغربی دنیا میں سائنس اور ٹیکنالوجی میں جو بے انتہا ترقی ہوئی ہے، اقبال اُسے محض ترقی خیال کرتے ہیں، اُن کے نزدیک یہ ترقیٔ معکوس ہے جس نے انسان کو رُوحانی اور اخلاقی اقدار سے محروم کر دیا ہے۔ وہ اسے کارِ شیطانی قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے اِس نظم میں شیطان کی زبانی اِس کھوکھلے پن پر روشنی ڈالی ہے۔

1۔ شیطان ملعون طنزیہ انداز میں بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتا ہے: "اے خدا، اگرچہ تُو نے آدم کو مٹی سے بنایا تھا، لیکن اب اُس میں ناری عُنصر اس قدر غالب آچکا ہے کہ اُس کے خاکی ہونے کا یقین نہیں آتا، بلکہ وہ طرزِ عمل کے لحاظ سے بالکل آتشیں مخلوق معلوم ہوتا ہے، یعنی اُس کے افعال شیطانی ہو گئے ہیں۔

2۔ قلب ماہیت ہو جانے کے بعد اب اس کی حالت یہ ہے کہ اس کی روح تو بہت ضعیف اور ناتواں ہو گئی ہے، لیکن جسم نہایت فربہ اور تنومند ہو گیا ہے۔ یعنی روحانیت کا فقدان ہے، مادیت کا غلبہ ہے اور وہ اپنی ساری توجہ ملبوسات اور ظاہری آرائش پر مبذول کر رہا ہے۔ وہ تقویٰ، کردار اور پاکیزگی سے بالکل غافل ہے، لیکن اُس نے عقل و خرد میں بہت ترقی کر لی ہے۔

3۔ مشرقی مذاہب جن باتوں کو مذموم قرار دیتے ہیں، مغربی اقوام اُن کو قابلِ تحسین سمجھتی ہیں۔ مثلاً مشرقی مذاہب میں جھوٹ، باطل، مکر و فریب اور عیاری کو بہت معیوب خیال کیا جاتا ہے، لیکن مغرب میں یہ تمام عیوب "آرٹ" کا درجہ حاصل کر چکے ہیں، اور سیاست کی دنیا میں ان برائیوں کو "ڈپلومیسی" کے شاندار لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

4۔ بنی آدم نے نیکی اور بدی، اور خیر و شر کے تمام امتیازات کو جو مشرقی مذاہب نے قائم کیے تھے، یکسر مٹا دیا ہے۔ آج ہر بُرائی اور بدی، نیکی اور فلاح کا لقب اختیار کر چکی ہے۔ سُود، قمار، شراب، زِنا، سب فیشن میں داخل ہو چکے ہیں، اس لیے حورانِ بہشتی بہت رنجیدہ ہیں، کہ جب کوئی بھی شخص نیکی نہیں کرے گا تو جنت یقیناً ویران ہو جائے گی۔ بدکار تو اس میں داخل ہو نہیں سکتے، اور نیکوکار کوئی نظر نہیں آتا، تو اس کا لازمی نتیجہ یہی ہوگا کہ دوزخ آباد اور جنت ویران ہو جائے گی۔

5۔ پہلے زمانے میں میری ذُرّیت جمہور کو گمراہ کرنے کا فرض انجام دیا کرتی تھی، لیکن اب حالات اس قدر دگرگوں ہو گئے ہیں کہ یہ معزز پیشہ، اب سیاست دانوں نے اختیار کر لیا ہے، اس لیے اے خُدا! میں تجھ سے باادب درخواست کرتا ہوں کہ تو مجھے کوئی اور کام تفویض کر دے، تاکہ میں اپنی زندگی بے کار بسر نہ کروں۔ دنیا والوں کو تو اب مطلق میری ضرورت نہیں ہے۔

توبہ کی منادی
سارے جھگڑے چھوڑو
قرآن سے رشتہ جوڑو!

ڈرون حملے اور ملکی سلامتی کو لاحق خطرہ

قومی غیرت کا تقاضا ہے کہ نام نہاد دہشت گردی کے خلاف امریکی جنگ سے فی الفور علیحدگی اختیار کی جائے

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے 3 اپریل 2009ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[آیات قرآنی کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

حضرات محترم! یہ بات کہتے ہوئے کچھ عجیب سا محسوس ہوتا ہے کہ پاکستان بڑی نازک صورتحال سے گزر رہا ہے۔ اس لیے کہ ہر چوتھے دن ہمیں اسی قسم کی صورتحال سے سابقہ رہتا ہے۔ تاہم اس وقت پاکستان بحیثیت مجموعی ایک خوفناک طوفان کی زد میں ہے، دیکھیے، خطاب جمعہ کا اصل مقصد تذکیر بالقرآن ہے۔ یہ تعلیم قرآن کا ایک فورم ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ خطبہ جمعہ میں قرآن مجید کی آیات کی تلاوت کرتے تھے اور لوگوں کو تذکیر اور وعظ و نصیحت فرماتے تھے۔ اسی قرآنی ہدایت کا ایک پہلو حالات حاضرہ کے حوالے سے قرآنی رہنمائی ہے۔ بہرحال اِس وقت پاکستان کی سالمیت، استحکام اور بقا شدید خطرے سے دوچار ہے۔ ہم پر خطرات کے بادل منڈلا رہے ہیں۔ اگرچہ گزشتہ چند ہفتوں میں پاکستان کی داخلی صورتحال کے اعتبار سے کچھ اطمینان بخش معاملات بھی سامنے آئے۔ مثال کے طور پر سوات میں امن معاہدہ ہوا، جس سے خیر کی طرف رجحان نظر آنے لگا اور پاکستان کی داخلی صورتحال میں بہتری نظر آنے لگی۔ سوات کا علاقہ ایک سلگتا ہوا تنور بن چکا تھا، اور صورتحال بہت گھمبیر تھی۔ الحمدللہ، وہاں کے عوام کا یہ مطالبہ تسلیم کر لیا گیا کہ وہاں شریعت نافذ ہوگی اور شرعی عدالتیں قائم ہوں گی۔ چیف جسٹس افتخار محمد چودھری کی بحالی بھی یقیناً خیر کی طرف ایک قدم اور مایوسی کے اندھیرے میں روشنی کی ایک بڑی واضح کرن ہے۔ اگرچہ عدلیہ میں بہت صفائی ابھی باقی ہے، تاہم چیف جسٹس ایسے شخص ہیں کہ جب تک وہ ہیں، امید ہے معاملات کافی بہتر رہیں گے، اور عدلیہ کے آزادانہ اور جرأتمندانہ فیصلوں کی بنا پر ہماری حکومت امریکہ کی لونڈی اور غلام بن کر نہیں رہے گی۔ پھر یہ کہ پنجاب کی سابقہ حکومت بحال ہو گئی، جس سے داخلی انتشار کی کیفیت جو آگے چل کر شدید بحران کا باعث بن سکتی تھی، ختم ہو گئی ہے، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں اِس ممکنہ بحران سے بھی آسانی سے گزار دیا ہے۔

لیکن اِن حوصلہ افزا پہلوؤں کے ساتھ ساتھ اب جو صورتحال بن رہی ہے، وہ تشویش کی حدوں کو چھو رہی ہے۔ گزشتہ ہفتے مناواں میں پولیس ٹریننگ کیمپ پر دہشت گردی کی جو واردات ہوئی، بلاشبہ وہ بڑی الارمنگ صورتحال ہے۔ اس واقعہ پر محض سطحی بیان بازی درست نہیں۔ اس کی تہہ میں جانا ضروری ہے۔ دانش مند لوگوں کا طرزِ عمل یہ ہوتا ہے کہ مسئلے کی تہہ تک پہنچ کر، پھر اس کے حل کی طرف متوجہ ہوتے اور اس سے سبق سیکھتے ہیں۔ بظاہر تو یہ ایک واقعہ ہے لیکن اس افسوسناک واقعہ کے پس پردہ ایک ذہنیت سامنے آ رہی ہے۔ اس ذہنیت کو آپ تب سمجھیں گے جب آپ اپنے آپ کو قبائلی عوام کی جگہ رکھ کر سوچیں، تب آپ کو سمجھ آئے گی کہ اصل مسئلہ کیا ہے۔ یا پھر چند ہفتے اور انتظار کر لیں، جب خدانخواستہ ڈرون حملوں کی زد میں اسلام آباد اور لاہور بھی آ جائیں گے، پھر آپ کو پتہ چلے گا کہ مناواں پولیس سنٹر میں حملہ آور کیوں آئے تھے اور اُن کی کارروائی کس چیز کا ردعمل ہے۔

یہ تو داخلی صورتحال کی سنگینی ہے۔ دوسری جانب خارجی سطح پر بھی حقائق انتہائی تلخ ہیں۔ اِس سے قطع نظر کہ اس میں میرا، آپ کا اور پوری پاکستانی قوم کا کتنا کتنا قصور ہے، یہ ایک حقیقت ہے کہ اس وقت ساری دنیا کی نظریں پاکستان پر مرکوز ہیں۔ اسے کسی خیر کی نگاہ سے نہیں دیکھا جا رہا بلکہ دہشت گردی کا اڈہ اور برائی کا محور قرار دیا جا رہا ہے۔ امریکہ سمیت تمام عالمی طاقتیں پاکستان کی ایٹمی طاقت کو نیست و نابود کرنے کے درپے ہیں۔ پاکستان کا اسلامی تشخص انہیں کسی طور گوارا نہیں ہے۔ لہٰذا ان سب کی پلاننگ ہے کہ مسلم دنیا کی واحد اور بڑی ایٹمی قوت پاکستان جس کا حجم بھی اچھا خاصا ہے، اور جس میں کچھ غیرت و حمیت دینی کے مظاہر بھی نظر آتے ہیں، اس کے حصے بخرے کر دو۔ اسے چھ حصوں میں تقسیم کر دو۔ ساری دنیا کے تھنک ٹینک بیٹھ کر پاکستان کے بارے میں اس انداز سے سوچ رہے ہیں۔ یہ امر واقعہ ہے۔ ہم خواہ کتنا ہی کہیں کہ ہمارا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، اسلام کے نام پر جو کچھ ہو رہا ہے، اس سے ہمیں کوئی واسطہ نہیں، لیکن اگر آپ پاکستانی ہیں اور یقیناً ہیں، تو بہرحال دنیا آپ کے بارے میں یہ سوچ رہی ہے، اور آپ کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینا چاہتی ہے۔

اوباما نے افغانستان اور پاکستان کے بارے میں اپنی جس پالیسی کا اعلان کیا ہے، اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اوباما گورنمنٹ کی پالیسی نہ صرف یہ کہ بش کی پالیسیوں کا تسلسل ہے بلکہ اس سے بھی دو قدم آگے ہے۔ اس پالیسی سے یہ واضح ہے کہ امریکی اب یکسو ہو کر پاکستان کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں۔ اس سے پہلے امریکہ نے ایران کو بھی اپنے لیے مسئلہ سمجھا ہوا تھا اور اس سے بھی ٹانگ پھنسائی ہوئی تھی۔ ایران نے پوری دلیری کے ساتھ اور قومی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے امریکہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی، جس کا نتیجہ ہے کہ اب امریکہ یہ چاہتا ہے کہ ایران کے ساتھ معاملہ مفاہمت کا ہو، اور توجہ اصل ٹارگٹ یعنی پاکستان پر دی جائے۔ اوباما ہمارے معاملہ میں یکسو ہے، یا یوں کہیے کہ اسے یکسو کر دیا گیا۔ وہ تو ایک کٹھ پتلی ہے جس کی تاریں یہود کے ہاتھ میں ہیں، جو اس کو آگے لے کر آئے ہیں۔ اس پورے خطے میں یہود اور امریکہ کا اصل ٹارگٹ پاکستان ہے۔ گویا اب ہماری باری آ گئی۔ چنانچہ واضح طور پر کہہ دیا گیا ہے کہ ڈرون حملے بند نہیں ہوں گے، بلکہ ان میں اضافہ ہوگا۔ ہاں، اگر تم ہمارے ساتھ تعاون کرو گے تو ہم تمہیں ڈیڑھ ارب ڈالر کی سالانہ امداد دیتے رہیں گے۔ افسوس کہ ہمارے حکمرانوں نے جو قومی غیرت سے محروم ہیں، اس پالیسی کو بھی ویلکم کہا۔ وہ اپنے عوام کو مروانے پر بھی تیار ہیں اور انہیں پکڑ پکڑ کر امریکہ کو دینے پر بھی آمادہ ہیں۔ انہیں غرض ہے تو محض اس بات سے کہ ہمیں ڈالر ملنے چاہئیں اور بس! درحقیقت موجودہ حکمران بھی مشرف کے دورِ سیاہ کی پالیسیوں کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ ان پالیسیوں کا بہرحال منطقی نتیجہ نکلے گا اور بہت سخت ردعمل سامنے آئے

گا۔ اگر ہمارے حکمران امریکہ کے ساتھ تعاون کی پالیسی کو تبدیل نہیں کرتے، ڈرون حملوں کو بند کروا کر قبائلی عوام کا تحفظ نہیں کرتے تو پھر ہمیں ہر قسم کے ردِعمل کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ مناواں پولیس سنٹر پر حملے سے قبائلی علاقے کے لوگوں کی نفسیات کا ایک مظہر سامنے آ گیا۔ یہ کتنی ناانصافی اور کھلا ظلم ہے کہ پاکستان کی اشیر باد سے ڈرون حملے ہو رہے ہیں۔ اِس بات سے پردہ بھی خود امریکہ نے اٹھایا ہے۔ انہوں نے صاف کہہ دیا ہے کہ ڈرون طیارے پاکستان سے ہی اڑتے ہیں، یہ باہر سے نہیں آتے۔ یہ حملے کس پر ہو رہے ہیں؟ یہ پاکستانی قوم اور بے گناہ لوگوں پر ہو رہے ہیں۔ اگر امریکہ کا ٹارگٹس مجاہدین ہیں، تو افغان وار میں عرب دنیا سے انہیں لایا بھی امریکہ ہی تھا۔ اگرچہ یہ لوگ خود روس کی باطل قوت کے خلاف اور جہاد کے نام پر آئے تھے اور انہوں نے ہر طرح کی قربانیاں دیں۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ امریکی ڈرون حملوں کا سلسلہ شمالی اور جنوبی وزیرستان سے آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا ہے۔ قابلِ غور امر یہ ہے کہ ان حملوں سے متاثرہ عوام کی نفسیات کیا ہو گی۔ وہ اس حکومت کے بارے میں کیا خیال کرتے ہوں گے کہ جو اپنے عوام کو مروانے کے جرم میں برابر کی شریک ہے اور وہ اپنے پاکستانی بھائیوں کے بارے میں کیا سوچتے ہوں گے جو اُن پر ہونے والے اس ظلم پر خاموش تماشائی بنے بیٹھے ہیں اور اپنے اپنے دھندوں میں مگن ہیں، اور کوئی اُن کی دادرسی نہیں کر رہا ہے، کسی کو اُن کا احساس نہیں ہے۔ وہ لوگ سوچ رہے ہیں کہ جب وہ پاکستانی قوم کے افراد ہیں تو پھر حکومت اُن کی جان و مال کا تحفظ کیوں نہیں کرتی اور عدلیہ بحالی کے لئے تحریک چلانے والے عوام اُن کے ساتھ ہونے والے ظلم کے خلاف آواز کیوں نہیں اُٹھاتے۔ اگر حکومتی اور عوامی سطح پر یہ نہیں ہو سکتا تو پھر ہمارا بھی اعلان جنگ ہے۔ پھر پولیس اور رینجرز ہمارا ہدف ہوں گے۔ اندازہ کیجیے، یہ نفسیات اُن لوگوں کی بن رہی ہے جو ہمیشہ پاکستان کے وفادار رہے ہیں، جنہوں نے ہمیشہ پاکستان کی مغربی سرحد کی حفاظت کی ہے۔ مناواں پولیس سنٹر پر حملے سے دراصل ہمیں جگایا گیا ہے، لیکن اگر ہم بھی میڈیا کے زیر اثر دہشت گردی کی رٹ لگائے رکھیں اور اس کے بنیادی اسباب اور وجوہات کے خاتمہ پر توجہ نہ دیں، اور یہ کہیں کہ یہ لوگ دہشت گرد ہیں اور یہ اسی قابل ہیں کہ امریکہ کو ان کے خلاف کارروائی کا اور موقع دیا جائے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا وہ دشمن کامیاب ہو گیا ہے جو پاکستانی قوم کو تقسیم کرنا اور پاکستان کو کمزور کر کے اُسے صفحۂ ہستی سے مٹانا چاہتا ہے۔ ہم نے اپنی عقلوں پر پردے ڈالے ہوئے ہیں۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ آج اگر قبائلی علاقوں میں ڈرون حملے ہو رہے ہیں، تو کل راولپنڈی، فیصل آباد اور دوسرے علاقے بھی اِس کی زد میں آئیں گے۔ امریکی آگے بڑھنا شروع ہو گئے ہیں۔ انہوں نے صاف کہہ دیا ہے کہ پاکستان میں جہاں بھی ہمیں محسوس ہوگا کہ ہمارے کوئی ٹارگٹس وہاں موجود ہیں، تو ہم وہاں حملہ کر دیں گے۔ یہ دراصل پاکستان کی سالمیت کے خلاف کھلم کھلا اعلان جنگ ہے۔ اگر ہم نے اسی طرح امریکی جارحیت کو برداشت کرنا ہے، تو ٹھیک ہے، اپنی آزادی اور خودمختاری سے دست بردار ہو جائیں۔ ہمارے ہاں ٹیپو سلطان کے اِس مقولہ کا اکثر حوالہ دیا جاتا ہے کہ "شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے"۔ اس مقولے کی روشنی میں ذرا جائزہ لیں، ہم اس وقت کون سی زندگی گزار رہے ہیں۔ ہمارا کردار کون سا ہے؟ ڈرون حملوں کی وجہ سے ہماری سالمیت شدید خطرے میں ہے۔ ہمارے حکمرانوں کا حال یہ ہے کہ وہ عوام کی طرف منہ کر کے تو یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم یہ ڈرون حملے برداشت نہیں کریں گے، لیکن جب اُن کا رُخ امریکہ کی طرف ہوتا ہے تو بھیگی بلی بنے ہوتے ہیں۔ اُن میں امریکی جارحیت کے خلاف سٹینڈ لینا تو کجا، احتجاج کی بھی تاب نہیں ہے۔ ہم اپنی بغل میں ایٹم بم لئے ہوئے ہیں اور مسلم دنیا کی واحد ایٹمی قوت ہیں، مگر بزدلی اور بے حمیتی کا یہ عالم ہے کہ ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کی کیفیت ہے۔ ہمارے حکمرانوں کے ساتھ ساتھ عوام بھی احساس زیاں سے محروم ہیں۔ ہاں، سوچنے سمجھنے والے لوگ سخت پریشان ہیں۔ اِس وقت سیاسی میدان میں امریکی حملوں کے خلاف اگر کوئی جراتمندانہ آواز اُٹھا رہا ہے تو وہ عمران خان یا قاضی حسین احمد ہیں، جو کھل کر بات کر رہے ہیں۔ میاں محمد نواز شریف کو بھی کھل کر میدان میں آنا ہو گا۔ ہمارے حکمرانوں اور سیاستدانوں کو اگر عوامی اُمنگوں کا ترجمان بننا اور قومی غیرت کا ثبوت دینا ہے تو قومی زندگی کے اِس دوراہے پر انہیں واضح اور دوٹوک فیصلہ کرنا پڑے گا کہ آیا ہم امریکہ کا ساتھ دیں، یا اُسے صاف کہہ دیں اب بہت ہو گیا، ہم تمہاری خاطر مزید تباہی مول نہیں لے سکتے۔

پریس ریلیز — **10 اپریل 2009ء**

دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد امریکہ ہے جس نے افغانستان اور عراق میں لاکھوں لوگوں کو بلا جواز قتل کیا اور اب ڈرون حملوں کے ذریعے پاکستان میں نہتے عوام کو قتل کر رہا ہے

حافظ عاکف سعید

سوات میں خاتون کی سزا پر مبنی ویڈیو کے جعلی یا اصلی ہونے سے قطع نظر بعض دانشوروں نے اسلامی سزاؤں پر جو ناقدانہ لب کشائی کی ہے وہ اللہ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ سنی سنائی بات کو بلا تحقیق آگے بیان کرنے والا جھوٹا ہے۔ لہٰذا میڈیا بلا تحقیق سنسنی پھیلانے کی غرض سے خبریں نشر کرنے سے گریز کرے۔ حافظ عاکف سعید نے کہا کہ ہمارے ملک کے تھانوں میں حوا کی بیٹی کے ساتھ جو غیر انسانی سلوک ہوتا ہے اس پر انسانی حقوق کے اداروں نے آج تک کوئی واویلا نہیں مچایا۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کے عادلانہ نظام اجتماعی میں سرعام سزاؤں کی حکمت یہ ہے کہ عوام الناس عبرت حاصل کریں اور معاشرے سے جرائم کا خاتمہ ہو جائے۔ طالبان کے دور میں افغانستان میں جرائم کے خاتمے، کامل امن وامان اور فوری عدل وانصاف کی فراہمی کی صورت میں اسلام کے عادلانہ نظام کی برکات ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں۔ شیطانی تہذیب کے رکھوالوں نے نائن الیون کا ڈرامہ اسی لیے رچایا تا کہ اسلامی نظام کی برکات دنیا پر ظاہر نہ ہو جائیں۔ انہوں نے کہا کہ طالبان کی قید میں رہنے والی انگریز خاتون صحافی ریڈلی نے اسلام قبول کر کے ان کے تہذیب یافتہ ہونے کی گواہی دی لیکن طالبان پھر بھی اجڈ اور گنوار ہیں، جبکہ انسانی حقوق کے چیمپئن ڈاکٹر عافیہ کے ساتھ غیر انسانی سلوک کے باوجود مہذب ہیں۔ انہوں نے کہا کہ لوگوں کی ناحق جان لینا اور انہیں بلا جواز گھروں سے نکال باہر کرنا دہشت گردی ہے تو دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد امریکہ ہے جس نے افغانستان اور عراق میں لاکھوں لوگوں کو بلا جواز قتل کیا اور اب ڈرون حملوں کے ذریعے پاکستان میں نہتے عوام کو قتل کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں امریکی ظلم وزیادتی کے ردعمل میں جو لوگ کارروائیاں کر رہے ہیں، اس کا اصل ذمہ دار بھی امریکہ ہے۔ ان حالات میں پاکستان کو امریکہ کے ڈرون حملوں کا منہ توڑ جواب دینا چاہیے اور دہشت گردی کے خلاف اس کی نام نہاد جنگ میں ساتھ دینے سے انکار کر دینا چاہیے۔ ہمارے اندرونی مسائل کا حل صرف اسلامی نظام کے نفاذ میں ہے کیونکہ ہم اپنی نظریاتی اساس کو نظر انداز کر کے پنپ نہیں سکتے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت تنظیم اسلامی)

نوائے وقت کے اداریہ نگار نے 3 اپریل 2009ء کو جو اداریہ لکھا ہے، وہ موجودہ صورتحال کے حوالے سے بہت حقیقت پسندانہ ہے۔ اداریہ میں صورتحال کی بہت عمدہ عکاسی کی گئی ہے، اور قومی غیرت کے تقاضوں کو واضح کیا گیا ہے۔ اداریے کا عنوان ہے: ”اب وقت مصلحت کوشی کا نہیں، عملی اقدامات کا ہے۔ ہمارے خلاف امریکہ برطانیہ کا کھلا اعلان جنگ“ یہ بہت طویل اداریہ ہے۔ اداریہ نگار نے دوٹوک انداز میں لکھا ہے کہ

”امریکہ کا فرنٹ لائن اتحادی بننے کا ہمیں یہ صلہ مل رہا ہے کہ مبینہ دہشت گردی کی آڑ میں امریکی اتحادی افواج بھی آئے روز اپنے ڈرون حملوں کے ذریعے ہماری سالمیت کو چیلنج کرتی رہتی ہے جبکہ ان حملوں کا دائرہ کار بندوبستی علاقوں تک پھیلانے کے بعد بلوچستان کو بھی ان حملوں کی زد میں لانے کی پالیسیاں بن رہی ہیں اور اس کے ردعمل میں ہمارے شہری اور سیکیورٹی فورسز کے ارکان دہشت گردی اور خودکش حملوں کی بھینٹ چڑھ رہے ہیں۔ اگر اس خطہ میں القاعدہ یا طالبان کا کوئی وجود ہے جن سے امریکہ اب خود کو غیر محفوظ تصور کر رہا ہے تو یہ تنظیمیں اپنے مفادات کی خاطر قائم بھی خود امریکہ نے ہی کی تھیں۔ اسے اپنے گناہوں کا ملبہ ہم پر گرانے کا موقع ہمارے اقتدار پرست حکمرانوں نے ہی فراہم کیا ہے۔ سرنڈر کے بادشاہ سابق صدر مشرف نے اس سلسلہ میں امریکہ کا فرنٹ لائن اتحادی بننے کی جو پالیسیاں وضع کی تھیں، ہمارے منتخب حکمرانوں نے بھی سرتسلیم خم کر کے انہی پالیسیوں کو قبول کر لیا ہے۔ جس کا صلہ ہمیں اپنی سالمیت کے خلاف امریکی ننگی جارحیت کی صورت میں مل رہا ہے۔“

اداریہ نگار نے صورتحال کا علاج تجویز کرتے ہوئے لکھا کہ

”اب چونکہ ہماری سالمیت کے خلاف امریکی جنگی جنونی عزائم واضح ہو چکے ہیں، اس لئے ہماری حکومتی اور عسکری قیادت کو مزید خوش فہمیوں میں مبتلا رہنے اور ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنے کے بجائے ملک کے دفاع کی فکر کرنی چاہیے اور امریکی مفادات کی جنگ سے خود کو فی الفور باہر نکال کر ملکی و قومی دفاع کی مربوط اور ٹھوس حکمت عملی طے کر کے آئندہ کسی بھی ڈرون حملے کی صورت میں امریکی جارحیت کا ایسا ٹھوس جواب دینا چاہیے کہ آئندہ اسے ہماری سالمیت و خودمختاری کی جانب میلی آنکھ سے دیکھنے کی جرأت نہ ہو۔ یہ وقت مصلحت کوشی کا نہیں، اپنے دفاع کے لئے عملی اقدامات بروئے کار لانے کا ہے، جس میں کسی قسم کی کوتاہی کا نہ ملک متحمل ہو سکتا ہے اور نہ ہی قوم برداشت کرے گی۔“

نوائے وقت کے اداریہ نگار نے جو بات لکھی ہے، وہ صد فیصد درست ہے اور یہ قومی غیرت کا لازمی تقاضا ہے کہ امریکہ سے تعاون کی پالیسی تبدیل کی جائے اور ڈرون حملوں کا منہ توڑ جواب دیا جائے۔ بلاشبہ مسلمان کا معاملہ یہ ہے کہ وہ بے تیغ بھی لڑتا ہے۔ اگر اس بات پر ایمان موجود ہے کہ برتر قوت اللہ کی ہے، اگر آپ واقعی اللہ کے وفادار ہیں تو آپ کو یہ یقین ہوگا کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ ہاں اگر آپ اللہ کے وفادار نہیں ہیں، تو پھر اللہ کو نہیں پکاریں گے، پھر دائیں بائیں دیکھیں گے۔ ایمان تو اللہ ہی پر بھروسہ اور توکل کا تقاضا کرتا ہے۔ خود مشرکین عرب کا حال بھی یہ تھا کہ جب سفر کرتے اور بحری سفر کے دوران اُن کی کشتی کسی طوفان میں پھنس جاتی تھی، تو وہ اپنے سارے باطل معبودوں کو بھلا کر ایک اللہ کو پکارتے تھے اور اللہ سے وعدہ کرتے تھے کہ اگر اب بچ گئے تو تیرے شکر گزار اور وفادار بن کر رہیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان باطنی طور پر یہ جانتا ہے کہ اصل قوت ایک اللہ کی ہی ہے۔ سورۂ نمل میں واضح کیا گیا:

”بھلا کون بے قرار کی التجا قبول کرتا ہے جب وہ اس سے دعا کرتا ہے اور (کون اس کی) تکلیف کو دور کرتا ہے۔ اور (کون) تم کو زمین میں (اگلوں کا) جانشین بناتا ہے۔ (یہ سب کچھ اللہ کرتا ہے) تو کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ (ہرگز نہیں مگر) تم بہت کم غور کرتے ہو۔“ (آیت: 62)

اہل ایمان کے یہ ایمان کا تقاضا ہے کہ وہ صرف اور صرف اللہ کو پکاریں، اسی سے مدد مانگیں۔ دشمنوں کے مقابلے میں اُن کے لئے اللہ ہی کافی ہے۔ سورۃ البقرہ میں فرمایا:

”اور (اے پیغمبر) جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو (کہہ دو کہ) میں تو (تمہارے) پاس ہوں جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ تو ان کو چاہیے کہ میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں، تاکہ نیک راستہ پائیں“۔ (آیت: 186)

یعنی اللہ پکار کو سنتا ہے مگر چاہیے کہ اس کے بندے بھی تو اس کا کہنا مانیں اور اس پر پختہ ایمان رکھیں کہ وہی سب سے بڑی قوت ہے۔ وہی ہر تکلیف سے بچا سکتا ہے کہ وہ قادر مطلق ہے۔ یقین کیجئے، اگر ہم اللہ کو راضی کر لیں، اور اس کی نصرت ہمارے شامل حال ہو جائے تو پھر امریکہ کیا، امریکہ کے ساتھ ساری دنیا کی قوتیں مل کر بھی ہم پر حملہ آور ہو جائیں تو پھر بھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔

بہرکیف اس وقت قومی غیرت کا کم از کم تقاضا یہ ہے کہ امریکہ کے ساتھ جس جنگ میں ہم شریک ہیں اور اس کے فرنٹ لائن اتحادی بنے ہوئے ہیں، اس سے الگ ہو جائیں، ڈرون حملوں کا منہ توڑ جواب دیں۔ حیرت کی بات ہے کہ ہم ایٹمی قوت ہیں، ہمارے پاس جنگی وسائل اور ایٹمی ہتھیار ہیں، پھر بھی لرز رہے ہیں اور جن کے پاس جدید ٹیکنالوجی اور اسلحہ نہیں، وہ بے سروسامانی کے باوجود ایمانی قوت سے امریکہ کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ انہیں امریکہ کی دھمکیوں کی کوئی پروا نہیں۔ ذرا سوچئے، وہ کون سی قوت ہے جس کے بل بوتے وہ پیچھے ہٹنے کے لیے تیار نہیں ہیں، اور امریکیوں اور اتحادیوں کو ناکوں چنے چبوا رہے ہیں۔ افغانستان میں کفریہ طاقتوں کی شکست کا مظہر یہ ہے کہ آٹھ سال گزر جانے کے باوجود چند شہروں کو چھوڑ کر پورے ملک پر آج بھی عملاً طالبان کا کنٹرول ہے اور دشمن ذلت آمیز شکست سے دوچار ہے۔ کیا ہم اس صورتحال سے بھی سبق نہیں سیکھتے۔ اگر ہم امریکہ کے فرنٹ لائن سٹیٹ بننے سے انکار کر دیں تو کیا ہو جائے گا۔ یہی نا کہ معاشی پابندیاں لگ جائیں گی، اور تو اس وقت ہمارا علاج ہے۔

تو نے اچھا ہی کیا دوست مجھ کو سہارا نہ دیا
مجھ کو لغزش کی ضرورت تھی سنبھلنے کے لئے

ہمارے مقتدر حلقے اور مترفین اللّے تللوں اور عیاشیوں کے عادی ہو چکے ہیں۔ وہ قرض کی مے پی کر مدہوش ہو چکے ہیں۔ اگر ہم پر پابندیاں لگ گئیں تو ان سے ہم اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا اور اپنے وسائل پر انحصار کرنا سیکھیں گے۔ یہ ممکنہ پابندیاں تو کیموتھراپی ہوگی۔ قوم کو علاج کے لئے اس کیموتھراپی سے گزرنا ہوگا۔ نہیں، تو پھر آپ گیدڑ بن کر رہیں، ہر چیز تسلیم کرتے چلے جائیں، ملک کے حصے بخرے ہو جائیں اسے بھی تسلیم کریں، امریکہ ہمارے ساتھ جو سلوک کرے اس پر بھی سر جھکا دیں، انڈیا جو چاہیے اُس کے آگے بھی سرتسلیم خم کر دیں۔ بھیڑوں اور گیدڑوں کی طرح دنیا میں زندہ رہیں۔ سلطان شمس الدین التمش نے کہا تھا: ”یاد رکھو پسپائی کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ یہ درست ہے کہ پیچھے ہٹنا جنگی حکمت عملی کا حصہ ہے، مگر اس کا بھی کوئی قرینہ اور سلیقہ ہوتا ہے۔ جو قوم یا سپاہ ذہنی طور پر پسپا ہو جائے، اس کے لئے پھر کھڑا ہونے کی کوئی جگہ نہیں بچتی۔ آزاد رہنے کی ہمیشہ قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ ہمیں بھی اگر آزادی عزیز ہے تو قیمت چکانے کے لیے تیار رہنا پڑے گا۔“

پاکستان اسلام کے نام پر بننے والا عظیم ملک ہے۔ یہ ملک کل بھی ہماری بداعمالیوں کی وجہ سے ٹوٹا تھا اور اب بھی عالمی قوتوں کی خواہش یہی ہے کہ اس کے مزید حصے بخرے کر کے پاکستان کا نام ونشان مٹا دیا جائے۔ یہ وقت دشمن کے مقابلے میں کھڑے ہونے اور اللہ کی طرف پلٹنے کا ہے۔ آیئے، اللہ کی طرف رجوع کریں، اور اُس کا کہا مانیں، اُس کے احکامات پر عمل کریں۔ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو قرآن وسنت کے مطابق ڈھالیں کہ یہی زندگی سب سے پاکیزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ پاکیزہ زندگی اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین [تلخیص: محبوب الحق عاجز]

جی ٹوئنٹی اجلاس: کس کا فائدہ اور کس کا نقصان ہوا؟

ڈاکٹر اسرار احمد
بانی تنظیم اسلامی

پوری دنیا کو اس وقت بدترین اور گھمبیر ترین مالی و اقتصادی بحران نے اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ پورے عالم انسانیت میں انتہاؤں کو چھوتی ہوئی بے روزگاری اور مالی بدحالی کا دور دورہ ہے۔ اس خطرناک حد تک پھیلی ہوئی بے روزگاری اور بدحالی کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ خود عالمی طاقت امریکہ اس کا سب سے بڑا شکار ہے، جہاں بے روزگاری کی شرح برق رفتاری سے بڑھ رہی ہے۔ دسمبر 2007ء سے لے کر اب تک بے روزگار افراد کی تعداد 51 ملین ہوگئی ہے۔ صرف گزشتہ ماہ مارچ میں بے روزگار ہونے والے افراد کی تعداد 6لاکھ63ہزار ہے۔

امریکہ اور یورپ میں تعمیراتی شعبے سے بے شمار لوگوں کا روزگار وابستہ ہوتا ہے اور یہ شعبہ پوری طرح سے متاثر ہو چکا ہے اور قریباً اس شعبے سے وابستہ تمام افراد بے روزگار ہو چکے ہیں، جس کا نتیجہ ہے کہ پوری دنیا میں اشیائے خورد و نوش کی قیمتوں میں ہوش ربا اضافہ ہوا ہے اور انسان کی ضروریات زندگی کی اشیاء تک رسائی بھی ناممکن ہوگئی ہے۔ دنیا کی اس گھمبیر اور مشکل ترین صورتِ حال پر قابو پانے کے لیے گزشتہ دنوں لندن میں دنیا کے اہم صنعتی ممالک کی تنظیم ”جی ٹوئنٹی“ کا اجلاس ہوا۔ اس اجلاس میں بڑی معیشتوں کے سربراہوں نے موجودہ اقتصادی اور مالی بحران پر قابو پانے کے لیے ایک ٹریلین یعنی دس کھرب ڈالر کے معاہدے پر دستخط کیے ہیں۔ اس معاہدہ سے دنیا کو کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوا۔ اس کا سب سے بڑا فائدہ یہودی ”مہاجنوں“ کو ہوا ہے یعنی دس کھرب ڈالر میں سے 750 ارب ڈالرز صرف اور صرف انٹرنیشنل مانیٹرنگ فنڈ المعروف ”آئی ایم ایف“ کے لیے مختص کیے گئے ہیں۔ غریب ممالک کو مالی مدد دینے کے لیے آئی ایم ایف کے وسائل 500 ارب ڈالرز تک بڑھا دیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ اوور ڈرافٹ کی سہولت کو 250 ارب ڈالر تک کر دیا گیا ہے۔

آئی ایم ایف کو مضبوط بنانے کا صرف اور صرف ایک ہی مقصد ہے کہ یہودی مہاجنوں کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کیا جائے۔ درحقیقت موجودہ عالمی اور اقتصادی بحران بھی انہی مہاجنوں کا پھیلایا ہوا ہے، تاکہ پوری دنیا کو اپنے اقتصادی تسلط میں لایا جائے۔ وہ جو اقبال نے ایک کارخانہ دار کے بارے میں کہا تھا: ”خواجہ از خونِ رگِ مزدور ساز لعلِ ناب!“ یعنی یہ سرمایہ دار جو شراب پیتا ہے یہ مزدور کے خون سے کشید کی گئی ہوتی ہے۔ آج پورے عالم انسانیت کے خون سے کشید کی گئی شراب یہودی مہاجن پی رہے ہیں۔ انہوں نے سرمایہ دارانہ نظام کی آڑ میں پورے عالم انسانیت کا خون چوس لیا ہے اور اب بھی جونک کی طرح چمٹے ہوئے ہے اور یہ ایسے ہی نہیں ہے اس کے لیے یہودیوں نے بہت عرصہ منصوبہ بندی کی اور ایک ایسی سازشیں تیار کی کہ پورے عالم انسانیت کو اپنے خونی پنجوں میں جکڑا جاسکے، کیونکہ یہود چاہتے ہیں کہ پوری دنیا پر ان کا غلبہ ہو جائے اور وہ اپنا یہ غلبہ براہِ راست فوجی قوت کے ذریعے حاصل نہیں کرنا چاہتے حالانکہ وہ یہ مقصد اپنے یرغمال بنائے ہوئے ملک امریکہ کے ذریعے حاصل کر سکتے ہیں۔ ان کا پروگرام ہے کہ پوری دنیا کو اقتصادی طاقت کے ذریعے زیر کیا جائے اور اس کے لیے ان کے ”بڑوں“ نے کئی سازشیں (Conspiracies) تیار کر رکھی ہیں اور طویل المیعاد پروگرام بنا رکھے ہیں اور فی الوقت اس میدان میں اس قوم (یعنی یہود) کے مدمقابل کوئی نہیں۔ اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ دنیا کے تمام بڑے ممالک کی معیشت یہود کی مٹھی میں بند ہے۔ مسلم دنیا کے امیر ترین ملکوں کی دولت یہود کے بینکوں میں ہے۔ خلیجی ممالک کے معیشتی ”طوطے“ کی گردن پر یہودیوں کا انگوٹھا ہے۔ لہٰذا انہیں غرور ہے کہ کوئی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اس کے علاوہ امریکہ اور نیٹو کی فوجی قوت ان کی پشت پر ہے۔ 70 کے قریب عیسائی ممالک ان کے پشت پناہ ہیں۔ امریکہ اور نیٹو ممالک کے علاوہ خود اسرائیل کے پاس 100 سے زائد ایٹم بم ہیں۔ بقول اقبال۔

> آئی ایم ایف کو مضبوط بنانے کا صرف اور صرف ایک ہی مقصد ہے کہ یہودی مہاجنوں کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کیا جائے۔ درحقیقت موجودہ عالمی اور اقتصادی بحران بھی انہی مہاجنوں کا پھیلایا ہوا ہے

وہ یہودی فتنہ گر وہ روحِ مزدک کا بروز
ہر قبا ہونے کو ہے اس کے جنوں سے تار تار

یہود کے سازشی ذہن تک یورپ میں کچھ رسائی ہو گئی ہے جبکہ مسلم دنیا ابھی تک اس سے بے خبر ہے۔ یورپ کی اس بیداری کا نتیجہ ہے کہ جی ٹوئنٹی اجلاس کے دوران لندن کی سڑکیں مظاہرین سے بھر گئیں اور پہلی مرتبہ Capitalism یعنی سرمایہ داری کے خلاف اتنے بڑے مظاہرے ہوئے اور بینکوں کی عمارت کو مظاہرین نے اپنے غم و غصے کا نشانہ بنایا۔ ان مظاہروں میں پولیس اور مظاہرین میں جھڑپیں بھی ہوئیں اور یورپی ذرائع ابلاغ کے مطابق مظاہروں میں ایک شخص کی ہلاکت کی بھی اطلاع ہے اور بعینہٖ وہ کیفیت ہوگئی ہے کہ۔

محنت و سرمایہ دنیا میں صف آرا ہو گئے
دیکھیے ہوتا ہے کس کس کی تمناؤں کا خون

بہر حال ابھی تک تو محنت کی تمناؤں کا ہی خون ہو رہا ہے اور اس صورتِ حال کا حل تو ایک ہی ہے کہ اسلام کو بطور نظام کسی ملک میں قائم اور نافذ کیا جائے۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ پوری اسلامی دنیا کے حکمران یہودیوں اور اس کی طفیلی ریاست امریکہ کے ایجنٹ بنے ہوئے ہیں اور دینی قیادت بھی انہی یہودیوں کے وضع کردہ نظام ”مغربی جمہوریت“ کے سحر میں مبتلا ہے اور اسی میوزیکل چیئر کے گیم میں مصروف ہے۔ اگر ہم فی الواقع اسلامی نظام نافذ کرلیں تو دونوں جہانوں میں سرخرو ہوں گے۔ دنیا میں بھی غلبہ و سربلندی ہمارا مقدر ہوگی۔ بقول شاعر۔

چمن کے مالی اگر بنالیں موافق اپنا شعار اب بھی
چمن میں آسکتی ہے پلٹ کر چمن سے روٹھی بہار اب بھی!

واقعہ سوات اور ہمارا ردِعمل

انجینئر فیضان حسن

گزشتہ دنوں سوات میں ایک لڑکی کو سرِ عام کوڑے مارنے کی جو ویڈیو منظرِ عام پر آئی اور اس پر جو ردِعمل پاکستانی عوام خصوصاً ایک خاص سیاسی جماعت کی طرف سے سامنے آیا وہ بڑا حیران کن ہے۔ پورے ملک میں اس کے خلاف ریلیاں منعقد کی گئیں اور "یوم مذمت" منایا گیا۔ اس 'ظلم' پر قوم سراپا احتجاج بن کر سڑکوں پر نکل آئی۔ این جی اوز کے سربراہان نے دھواں دار تقریریں بھی کیں، جن میں طالبان کے اس عمل کو حقوقِ نسواں کے منافی قرار دیا اور اسے "طالبان کی شریعت" قرار دے کر اس عزم کا اعادہ کیا کہ وہ اس ظالمانہ نظام کو چلنے نہیں دیں گے۔

میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا کہ آیا یہ ویڈیو اصل ہے یا نقل، اور آیا وہ غیور پٹھان جو اپنی عورت کو پردے میں بھی غیر ضروری طور پر باہر نہیں نکلنے دیتے، انہوں نے اپنی بہن بیٹی کو لوگوں کے سامنے کیسے مارا، اور آیا یہ واقعہ نظامِ عدل کے نفاذ سے پہلے کا ہے یا بعد کا، اور یہ کہ وہ لڑکی جس کے ساتھ یہ معاملہ پیش آیا وہ خود کہاں ہے اور جب اس کی فریاد رسی کی جا رہی ہے تو وہ کیوں اتنا سستا اور بن مانگا انصاف ٹھکرا کر سامنے نہیں آ رہی...... میں ان تمام بحثوں میں الجھنا نہیں چاہتا۔

میں تو ایک طالبعلم ہونے کے ناطے کچھ لوگوں سے چند سوالات پوچھنا چاہتا ہوں...... میں پوچھنا چاہتا ہوں اس سیاسی جماعت کے سربراہ سے، جنھوں نے ایک لڑکی کو کوڑے مارنے کے خلاف پورے ملک میں یوم مذمت منایا، کہ 12 مئی کو کراچی میں جن لوگوں کا قتلِ عام کیا گیا اور جو لوگ کراچی کی سڑکوں پر دندناتے ہوئے فائرنگ کر رہے تھے، وہ کون تھے اور کیا ان کا یہ فعل شریعت کے مطابق تھا؟

میں پوچھنا چاہتا ہوں حقوقِ نسواں کی علمبردار خواتین سے جنھوں نے چلچلاتی دھوپ میں سڑکوں پر نکل کر ایک لڑکی کو کوڑے مارنے پر احتجاج کیا، کہ وہ جامعہ حفصہ میں معصوم بچیوں کو فاسفورس بموں سے جلا کر بھسم کر دینے کو یہ کیا نام دیں گی؟ اس وقت وہ اور ان کا حقوقِ نسواں کا جذبہ کہاں تھا؟

میں سوال کرنا چاہتا ہوں چیف جسٹس آف پاکستان سے کہ ایک لڑکی کو کوڑے مارے جانے کا از خود نوٹس ایک قابلِ تحسین کام تو ہے لیکن ڈرون حملوں میں شہید ہونے والے ان بچوں، بزرگوں، نوجوانوں اور عورتوں کا نوٹس کون لے گا کہ جن کے خاندان کے خاندان غیر مسلموں کے ہاتھوں ختم ہو گئے اور ان کو اپنی صفائی کا موقع بھی نہ ملا؟ کیا ان کا قصور یہ تھا کہ وہ پاکستانی ہیں؟

میں سوال کرنا چاہتا ہوں پاکستان کے ان عوام سے جو سوات میں ہونے والے 'ظلم' کے خلاف سڑکوں پر نکلے لیکن پورے پاکستان کی سرزمین پر جو ظلم اللہ کے دین کے ساتھ ہو رہا ہے، اس کے خلاف ہم احتجاج کیوں نہیں کرتے؟ اپنے ماتھے پر مسلمانوں کا لیبل لگا کر اور دوسری جانب سرِ عام سود کھا کر کیا ہم عملاً دینِ اسلام کو کوڑے نہیں مار رہے؟ کیا عریانی و فحاشی کو فروغ دے کر ہم اسلام کی 'حیا' کو کوڑے نہیں مار رہے؟ کیا اپنی دکان اور دفتر میں، اپنی تجارت میں جھوٹ، ذخیرہ اندوزی، بددیانتی اور مکر و فریب کو لا کر کے ہم اسلام کی 'معیشت' کو کوڑے نہیں مار رہے؟ کیا اپنی رسوم و رواج میں بے حیائی، فحاشی اور اللہ کے دشمنوں کی تہذیب کو اپنا کر ہم اسلام کی 'معاشرت' کو کوڑے نہیں مار رہے؟ کیا میں اور آپ روزِ قیامت ان ہزاروں لاکھوں کوڑوں کا حساب دے سکیں گے؟ کیا حقوقِ نسواں اور مساواتِ مرد و زن کے نام پر ہم اللہ کے قانون کی دھجیاں نہیں اڑا رہے؟ غیر شرعی کوڑے مارنے کے خلاف نکلنے والی خواتین کی ایک بہت بڑی ریلی میں شامل شاید کسی خاتون کو معلوم نہیں تھا کہ شریعت تو پردے کو بھی فرض قرار دیتی ہے۔

ذرا سوچیے! کل اگر روزِ قیامت مجھ سے اور آپ سے یہ پوچھ لیا گیا کہ ایک لڑکی کو کوڑے لگنے پر تم بہت سیخ پا ہوئے تھے اور ساری شریعت تمھیں ازبر ہو گئی تھی لیکن جس وقت لال مسجد میں بچیوں کا قتلِ عام کیا جا رہا تھا اس وقت اپنی ٹی وی سکرینوں پر یہ منظر دیکھ کر تم نے چینل بدلا اور انڈین گانے سننے لگے؟ اس وقت تمہاری دینی حمیت اور غیرت کہاں کھو گئی تھی؟ تم نے اپنے نوجوانوں پر 'جہادی' کا لیبل لگایا اور ان کو ان کے گھروں سے اٹھوا کر امریکہ کے ہاتھ بیچ دیا؟ جس علاقے کی ایک لڑکی پر 'ظلم' کے خلاف تم بول رہے ہو، اسی علاقے کی درجنوں بیٹیاں، بہنیں، بزرگ، نوجوان امریکہ کے ہاتھوں روز ڈرون حملوں میں شہید ہو رہے ہیں اور انہیں مارنے کا N.O.C خود ہم نے ہی تو امریکہ کو دیا ہے۔ ڈرون حملوں کی منظوری کے بل پر دستخط کس نے کیے ہیں؟ ارے ہم نے تو ڈالروں کے عوض اپنوں کی لاشیں تک بیچ دی ہیں۔

ہمارے میڈیا کا کردار بھی اب ملکی سالمیت کے خلاف ہو گیا ہے جو سستی شہرت کے عوض ہر بات کو مرچ مصالحہ لگا کر پیش کرتا ہے۔ بار بار نشر کی جانے والی اس ویڈیو پر علماء نے بھی اپنے تحفظات کا اظہار کیا۔ افسوس بجائے اس کے کہ میڈیا پر ڈرون حملوں سے ہونے والی قتل و غارت گری دکھائی جاتی، سیکولر لوگوں کو دعوتِ کلام دے کر چھوٹے چھوٹے ایشوز کو ہوا بنا کر لوگوں میں اسلام کا غلط تصور پیش کیا جاتا رہا۔

یہ ایک انفرادی رائے ہو سکتی ہے کہ طالبان صحیح ہیں یا غلط۔ جو بھی شکوک و شبہات اس ویڈیو کے حوالے سے اٹھائے جا رہے ہیں ان کے حوالے سے آنے والے دنوں میں مزید حقائق سامنے آئیں گے۔ لیکن میں آپ سب کو دعوت دیتا ہوں کہ اگر آپ 'طالبان کی شریعت' کے خلاف ہیں تو تنقید کرتے وقت آپ کا یہ فرض بنتا ہے کہ قرآن اور حدیث کی روشنی میں خود سمجھیے کہ صحیح نظام کیا ہے اور اس کو لانے کا طریقہ کیا ہے۔ پھر اپنے آپ کو اس سانچے میں ڈھالیے اور پھر لوگوں کو اس کی دعوت دیجیے۔ اگر آپ صحیح ہیں تو لوگ آپ کی بات کو ضرور سمجھیں گے۔ لیکن خدارا! یہ مت کیجیے کہ خود بھی اللہ کی نافرمانی کریں اور دوسروں کی بھی ٹانگ کھینچیں۔ اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے اپنا تن من دھن لگا دیجیے، ورنہ بقول اقبال ؎

فطرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف!

وظائف نہیں، عمل

نورا کینہ قاضی

گزشتہ دنوں اخبارات میں مختلف دینی جماعتوں کی طرف سے ایک لمبا چوڑا اشتہار شائع ہوتا رہا ہے، جس میں عوام سے یہ اپیل کی جاتی رہی ہے کہ چونکہ وطن عزیز پر بڑا کڑا وقت آیا ہوا ہے، اسے انتہائی سنگین قسم کے داخلی و خارجی خطرات کا سامنا ہے، اس لئے فلاں فلاں وظائف کا باقاعدہ ورد کیا جائے۔

کلام الٰہی اور درود شریف کی خیر و برکت اپنی جگہ، لیکن ان پر تکیہ کر کے بیٹھ جانا اور ہاتھ پیروں سے کچھ نہ کرنا حماقت اور غیر دانشمندی کی انتہا ہی کہنا چاہیے۔ جس طرح عمل کے بغیر علم بے کار ہے، اسی طرح اوراد و وظائف بھی عمل کے بغیر تاثیر سے خالی ہیں۔ اگر یہ حال ہو جائے کہ دشمن ملک کی سرحدوں پر دستک دے رہا ہو اور قوم اسے روکنے اور اس کا مقابلہ کرنے کی بجائے وظائف اور دم درود میں لگی ہو اس امید پر کہ ان کی برکت سے اللہ فرشتوں کو دشمن سے لڑنے اور اس کا صفایا کرنے بھیج دے گا یا کوئی ایسا معجزہ برپا کر دے گا کہ دشمن الٹے پاؤں بھاگ جائے گا، ملیامیٹ ہو جائے گا تو ایسی قوم کو دشمن کے لیے تر نوالہ ہی سمجھنا چاہیے۔

تاریخ کے اوراق گواہ ہیں جب سلطان محمد ثانی قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوا تو اس وقت اہل شہر اپنی فصیلوں کا دفاع کرنے کی بجائے پادریوں کے زیر ہدایت بڑے زور و شور سے تسبیح مریم پڑھنے میں مصروف تھے۔ نتیجتاً عیسائیوں کا یہ صدیوں سے ناقابل تسخیر چلا آنے والا دارالحکومت بغیر کسی بڑی جنگ کے مسلمانوں کے قبضے میں چلا گیا۔ پھر جب چنگیز خان خوارزم شاہی سلطنت پر حملہ آور ہوا تو اس وقت وہاں کے مسلمان اس بحث میں الجھے ہوئے تھے کہ مردوں کی داڑھی ایک بالشت ہونی چاہیے یا اس سے کم یا زاید؟ اس سلسلے میں علماء کی فتویٰ بازی کا بازار بھی گرم تھا۔ اس صورتحال میں ظاہر تھا یہی ہونا تھا کہ وحشی منگول آسانی اس وسیع و عریض سلطنت کو تاخت و تاراج کر ڈالتے۔ پھر جب نپولین بونا پارٹ مصر پر حملہ آور ہوا تو اہل مصر نے بجائے میدان جنگ میں نکل کر اس کا مقابلہ کرنے کے آیت کریمہ کا وظیفہ شروع کر دیا۔ نتیجتاً مصر بڑی آسانی سے فرانسیسیوں کے قبضے میں چلا گیا۔

میرا مقصد قطعی طور پر یہ نہیں کہ معاذ اللہ وظائف کی اہمیت کو کم تر کیا جائے لیکن یہ بھی نہیں بھولنا چاہیے کہ کسی قوم کو سست اور بے عمل بنانے کے لئے وظائف و اوراد سے بڑھ کر خطرناک اور کوئی چیز نہیں ہوا کرتی۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے کہیں بھی یہ حکم نہیں لگا رکھا کہ دشمنوں کا مقابلہ وظائف و اوراد سے کیا جائے بلکہ ہر مقام پر مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ ہر صورت میں حتیٰ کہ بے سروسامانی کی حالت میں دشمن کے سامنے بنیان مرصوص کی طرح ڈٹ جائیں، بے جگری سے مقابلہ کریں، اپنے گھوڑے ہر دم تیار رکھیں، ہتھیاروں کو زنگ آلود نہ ہونے دیں، انہیں ہر دم چمکائے رکھیں۔ حدیث شریف ہے کہ اگر دشمن ایک ہتھیار بنائے تو تم دو ہتھیار بناؤ۔ یعنی اگر آج دشمن ایک میزائل، ایک ٹینک، ایک توپ، ایک ایٹم بم بنائے تو ہم یہ چیزیں دوگنی تعداد میں بنائیں۔ اپنی فوج کو ہر دم چوکس و چوکنا رکھیں۔ دشمن کی طرف سے اپنے کان اور آنکھیں کھلی رکھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر اوراد و وظائف کا سلسلہ جاری رہے تو اللہ کی مدد شامل ہو جائے گی۔ علاوہ ازیں ایک ایسی قوم جسے سپاہیانہ تربیت دی گئی ہو، اپنی فوج کی بے حد مددگار و معاون ثابت ہوا کرتی ہے۔ اس مقصد کے لئے قوم کے تمام صحت مند مردوں کو سپاہیانہ تربیت سے آراستہ کیا جانا ضروری ہے۔ ملک کے ہر شہر، ہر دیہات میں سابق فوجی جو بڑی تعداد میں موجود ہیں، وہ یہ تربیت دینے کا فریضہ بخوبی انجام دے سکتے ہیں۔ یوں بڑی بھاری تعداد میں ریزرو فوج تیار ہو سکتی ہے۔ خواتین کو بھی الگ سے یہ تربیت دی جا سکتی ہے۔ یہی تربیت بچوں کو بھی چھوٹے پیمانے پر دی جا سکتی ہے۔ یہاں اسرائیل کی مثال ہمارے سامنے ہے جس کا بچہ بچہ سپاہی ہے اور اس کی فوج دنیا کی اعلیٰ ترین تربیت یافتہ فوج شمار ہوتی ہے۔ جس سے آس پاس کے تمام عرب ممالک باوجود بھرپور مادی وسائل کے خوف زدہ رہتے ہیں۔

علماء کی حقیقی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو محض دینی تعلیمات سے آراستہ کریں، یہ بہانہ رکھ کر میدان سیاست کی اکھاڑ پچھاڑ میں حصہ نہ لیں کہ اسمبلیوں میں جا کر ہم زیادہ بہتر طریقے سے خدمت اسلام کر سکتے ہیں۔ آج تک سیاسی علماء کا جو کردار رہا ہے اور جو کارکردگی رہی ہے، وہ سب کے سامنے ہے۔ علماء کا حقیقی کام اللہ اور رسول ﷺ کی حکمرانی کے لئے مسلمانوں کی تربیت کرنا، قرآن و سنت کے احکامات کے نفاذ کی کوشش کرنا ہے۔ علماء کو خود بھی باعمل ہونا چاہیے۔ علمائے بے عمل علمائے سوء ہی شمار ہوتے ہیں۔ جو قوم کو سرگرم عمل اور جہاد کے لئے تیار کرنے کی کوشش کی بجائے محض وظیفوں اور چلوں کی راہ پر لگا کر بے عمل اور ناکارہ بنا دیتے ہیں جو سراسر ہلاکت اور تباہی کا راستہ ہے۔

آج وطن عزیز کے جو حالات ہیں، وہ سب جانتے ہیں۔ ہمیں ہر طرف سے خطرناک دشمنوں کا سامنا ہے جو ہماری آزادی اور ملکی سالمیت کے درپے ہیں۔ خارجی حالات کے ساتھ ہی ہمارے داخلی حالات بھی افسوسناک حد تک ابتر ہیں۔ ہمارا ہر ادارہ تنزل کا شکار اور تباہی کی طرف گامزن ہے۔ اخلاقی اقدار پستی کی طرف رواں اور دین و مذہب زبانی کلامی شے بن کر رہ گئے ہیں۔ جن اخلاقی گناہوں میں ہم مبتلا ہو چکے ہیں ان کی فہرست خاصی طویل ہے۔ بالفاظ دیگر ہم نام کے ہی مسلمان بن کر رہ گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دشمنوں کے دلوں سے ہمارا رعب داب ختم ہو چکا ہے اور وہ ہمیں آنکھیں دکھا رہے ہیں، ہمیں للکار رہے ہیں۔ امریکہ کے سیاہ فام اور سیاہ دل صدر نے تو ہمیں یہ دھمکی بھی دے ڈالی ہے کہ نام نہاد دہشت گردوں کی تلاش میں وہ ہمارے ملک پر حملہ کرنے سے بھی گریز نہ کرے گا۔ بھارت اسرائیل اور برطانیہ سب اس کے ہمنوا ہیں۔ لہٰذا یہ وقت صرف چلے کاٹنے اور وظیفے پڑھنے کا نہیں بلکہ اللہ کے حضور سچی توبہ کر کے اور تقویٰ کی راہ اختیار کر کے میدان عمل میں اترنے کا ہے۔ قوم کا ایک ایک فرد اگر سپاہیانہ تربیت سے آراستہ ہو کر خالصتاً اللہ کا سپاہی بن کر وطن کے دفاع کے لئے کھڑا ہو جائے تو دشمن کی مجال نہ ہوگی کہ ہمارے ملک کی طرف ٹیڑھی آنکھ سے بھی دیکھ سکے۔

سپاہیانہ تربیت سے آراستہ طاقتور متحد و مربوط قوم کی حیثیت سے ہم اس پوزیشن میں بھی آ سکتے ہیں کہ اپنے دشمنوں کو دبا لیں، ان سے اپنے مطالبات منوا لیں، ان کے فتنوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کچل دیں۔ ضرورت صرف سچی توبہ کے ذریعے اللہ کو راضی کرنے اور میدان عمل میں اترنے کی ہے۔

تنظیم اسلامی گوجر خان کے زیرِ اہتمام منعقد ہونے والے سیمینار

''استحکام پاکستان اور اسلام''

کی مختصر روداد

مرتب: مشتاق حسین

22 مارچ 2009ء صبح دس بجے تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب پوٹھوہار گوجر خان کے زیرِ اہتمام جناح ہال کمیٹی دفتر گوجر خان میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کی زیرِ صدارت ایک سیمینار منعقد ہوا۔ سیمینار کا موضوع ''استحکام پاکستان اور اسلام'' تھا۔ سیمینار میں زندگی کے مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے اظہار خیال کیا۔ سیمینار کا باقاعدہ آغاز قاری عبدالخالق نے تلاوتِ قرآن پاک سے کیا۔ نعت رسول ﷺ عمر فاروق اور ذوالفقار عباسی نے پیش کی۔ سٹیج سیکرٹری کی ذمہ داری پروفیسر حافظ ندیم مجید نے ادا کی۔ سیمینار کے تمام مقررین نے ایک بات متفقہ طور پر کہی کہ ہمارے تمام مسائل کا حل اور پاکستان کا استحکام اسلام سے وابستہ ہے۔

مولانا غلام حسین......عالم دین

سیمینار کے پہلے مقرر مولانا غلام حسین نے کہا کہ پاکستان دنیا میں واحد مملکت ہے جو اسلامی نظریے کی بنیاد پر معرض وجود میں آئی۔ اس ملک کے حصول کی جدوجہد میں مسلمانانِ ہند کا ایک ہی نعرہ تھا کہ ''پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ''۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے آباء واجداد نے اپنی ماؤں، بہنوں کی عزتوں اور لاکھوں لوگوں کے خون کی قربانی اس لئے نہیں دی تھی کہ ہمیں کاروبار یا جمہوریت کے لئے ایک آزاد ملک چاہیے، بلکہ انہوں نے ایک ایسے خطۂ ارضی کے حصول کے لئے ہر نوع کی قربانی دی تھی جہاں نظام مصطفی ﷺ اپنی بہاریں دکھائے، ایک ایسا نظام عدل نافذ ہو جس میں قرآن وسنت کے مطابق تمام فیصلے کیے جائیں، ہماری معیشت اور معاشرت اسلامی اصولوں کے مطابق ہو نہ کہ انگریزی قانون کے تحت۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے انفرادی اور اجتماعی سطح پر اس نظریے سے انحراف کیا، جس کی سزا ہم بھگت رہے ہیں۔ عزت وکامرانی کا راستہ یہ ہے کہ ہم سب لوگ سچے دل سے توبہ واستغفار کریں اور پورے کے پورے دینِ اسلام میں داخل ہو جائیں۔

تجمل حسین......جنرل سیکرٹری، جماعت اسلامی گوجر خان

جماعت اسلامی گوجر خان کے جنرل سیکرٹری تجمل حسین نے اپنی گفتگو میں وحدتِ اسلامی پر زور دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں ہر قسم کے لسانی اور گروہی جھگڑے ختم کر کے سچا مسلمان بننا ہوگا۔ آج کل میڈیا کا دور ہے اور میڈیا پر دشمنانِ اسلام کا قبضہ ہے۔ اُن کی تمام کوششیں صرف اسلام کو مٹانے کے لئے ہیں۔ انہوں نے کہا نجات کا راستہ قرآن کا دامن مضبوطی سے تھامنا ہے۔ انہوں نے متنبہ کیا کہ اگر ہم نے شریعت سے انحراف کی موجودہ روش نہ بدلی تو خاکم بدہن پاکستان کا نام بھی نہیں رہے گا۔ پاکستان اور اسلام لازم وملزوم ہیں۔

قاضی شاہد مسعود......سیکرٹری جنرل، بار ایسوسی ایشن

بار ایسوسی ایشن گوجر خان کے سیکرٹری جنرل قاضی شاہد مسعود نے سب سے پہلے تنظیم اسلامی گوجر خان کی قیادت کا شکریہ ادا کیا جس نے تمام مکاتبِ فکر کے لوگوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر آئین میں پائی جانے والی خامیوں کو دور کر دیا جائے تو پاکستان کو ایک اسلامی رفاہی ریاست بنایا جا سکتا ہے۔ قراردادِ مقاصد میں یہ بات واضح ہے کہ وطن عزیز میں کوئی ایسا قانون نہیں بنایا جائے گا جو قرآن وسنت سے متصادم ہو۔

نصرت علی......صدر انجمن تاجران

صدر انجمن تاجران گوجر خان نصرت علی میر نے کہا کہ ہمارے حکمرانوں کا اندازِ حکمرانی خلافت سے متصادم ہے۔ یہ لوگ عوامی مسائل سے غافل ہیں۔ ان کے اور عوام کے درمیان ایک خلیج حائل ہے۔ عوام ان سے نہیں مل سکتے، انہیں تو بس ٹی وی سکرین پر دیکھا جا سکتا ہے۔ اسلام جس طرزِ حکمرانی کی بات کرتا ہے اس میں حکمران قوم کے خادم ہوتے ہیں۔ اسلامی خلافت کا درخشاں نمونہ تو وہ عظیم ہستیاں ہیں، جو خدمت کے جذبے سے کندھے پر آٹے کی بوری اٹھا کر لے جایا کرتی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر آج بھی ہمیں مخلص قیادت میسر آ جائے تو اسلامی انقلاب کی تحریک آگے بڑھ سکتی ہے۔

خورشید احمد ندیم......کالم نگار

معروف کالم نگار خورشید احمد ندیم نے کہا کہ قراردادِ مقاصد کے ذریعے ہماری اسمبلی نے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونے کا شرف حاصل کر لیا ہے، اب مذہبی جماعتوں کو چاہیے کہ سیاست کے بجائے لوگوں کے تزکیہ کی کوشش کریں، تاکہ معاشرہ درست سمت پر چل سکے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ علم اور ٹیکنالوجی میں مہارت حاصل کر کے دشمن کے مقابلے میں آئیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ وہ ڈاکٹر اسرار احمد کے بہت شکر گزار ہیں، اس لئے کہ انہی کے دروس سن کر انہوں نے قرآن کی طرف رجوع کیا، قبل ازیں وہ قرآن کو محض برکت اور ثواب کی کتاب سمجھتے تھے۔

خالد محمود عباسی......نائب ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی شمالی پاکستان

نائب ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی شمالی پاکستان خالد محمود عباسی نے کہا کہ سب مقررین کا نقطۂ نظر یہی ہے کہ ''پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ''۔ انہوں نے کہا کہ جس ملک کو چور، ڈاکو اور لٹیرے حاکم ملے جو باسٹھ سال تک متواتر اُسے لوٹتے رہے ہیں، وہ ملک پھر بھی باقی رہے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس پر اللہ کا خاص کرم وفضل ہے، ورنہ یہ کب کا ختم ہو گیا ہوتا۔ اگر آج ہم دنیا کو اسلام کے عادلانہ نظام سے روشناس کرا دیں تو تمام دنیا کی ٹیکنالوجی ہمارے قدموں میں ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ نظام نے بدبودار جسم کی شکل اختیار کر لی ہے، اگر اس کی جگہ اسلام کا عادلانہ نظام نہ لایا گیا تو ظلم پر مبنی کوئی دوسرا نظام آ جائے گا۔ لہٰذا اسلامی جماعتیں وکلاء تحریک کی طرز پر لائحہ عمل اختیار کر کے اس متعفن نظام سے قوم کو نجات دلائیں۔

حافظ عاکف سعید......امیر تنظیم اسلامی

آخر میں امیر تنظیم اسلامی پاکستان جناب حافظ عاکف سعید نے خطبۂ صدارت ارشاد فرمایا۔ انہوں نے سب سے پہلے مختلف مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی تشریف آوری پر اُن کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے

فرمایا کہ الحمدللہ، تمام مقررین اس بات پر کم وبیش متفق ہیں کہ پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا، اور اس کے استحکام اور سالمیت کا انحصار بھی اسلام پر ہے۔ سیدھی سی بات ہے کہ ہم ہندوؤں سے زبان، نسل یا علاقائی اختلاف کی بنیاد پر نہیں بلکہ صرف دوقومی نظریہ کے تحت علیحدہ ہوئے تھے اور ہمارا وہ نظریہ صرف اسلام تھا۔ ہندوؤں نے تو پاکستان کے وجود کو پہلے دن سے دلی طور پر قبول نہیں کیا تھا۔ بی جے پی نے یہ نعرہ لگایا تھا کہ ”مسلمانوں کے دو استھان: پاکستان یا قبرستان“۔ انہوں نے کہا کہ 1971ء میں پاکستان کے دولخت ہو جانے کے بعد ہندوؤں کے دلوں میں سے مسلمانوں کا خوف نکل چکا ہے۔ پاکستان کا استحکام صرف اور صرف اسلام کے ساتھ وابستہ ہے، جس کے لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے ہم شریعت کو اپنے اوپر لاگو کریں۔ خود اللہ کا بندہ بنیں اور پھر دین کے غلبہ وقیام کے لئے اجتماعی جدوجہد کریں۔ علامہ اقبال اور قائداعظم دونوں خلافت راشدہ والے اسلام کا تصور رکھتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ قیام پاکستان کے بعد ہم اِس نعمت عظمیٰ پر اللہ کا حق شکر ادا نہ کرسکے، اللہ کے ساتھ کیے ہوئے وعدوں کو بھلا کر ہم دنیاداری اور دنیا پرستی میں پڑ گئے، جس کی وجہ سے جنرل پرویز مشرف جیسے حکمران ہم پر مسلط ہو گئے۔ یہ کتنی ستم ظریفی ہے کہ آج حکومت ہماری کسی چیز کی ذمہ دار نہیں ہے۔ تعلیم، صحت، انصاف، روزگار وغیرہ، لیکن ڈش اور کیبل گھر گھر پہنچانا اُس نے اپنی ذمہ داری سمجھ لیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج دین غالب نہیں ہے۔ ان حالات میں کیا ہم آنکھیں بند کر کے بیٹھے رہیں؟ ہرگز نہیں، بلکہ ضروری ہے کہ دین کو غالب کرنے کی جدوجہد کریں۔ ہمیں چاہیے پہلے اپنے اوپر شریعت نافذ کریں اور پھر جو لوگ دین کو قائم کرنے کے لیے کوشاں ہیں، اُن کا ساتھ دیں۔ اللہ کا وعدہ ہے، اے مسلمانو! یقیناً تم ہی غالب ہو گے اگر تم ایمان والے ہوئے۔ ہمیں ایمان کے عملی تقاضوں کو پورا کرنا ہوگا، یہی چیز جہاں ہماری اُخروی فلاح کا باعث بنے گی، وہاں اس سے پاکستان مستحکم ہوگا اور مسلمان دنیا میں ایک بار پھر غالب قوت بن کر پورے کرۂ ارض پر دین کا بول بالا کر سکیں گے۔

پروگرام کے بعد امیر محترم حافظ عاکف سعید نے پونے پانچ بجے تا ساڑھے پانچ بجے گوجر خان کے معروف مذہبی سکالر پروفیسر احمد رفیق اختر سے ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کی اور تبادلہ خیال کیا۔

آفاتِ لسان سے بچنے کا طریقہ

عبدالرزاق کوڈواوی

قارئین! زبان کی آفات کیا کیا ہیں، اِن کا ذکر گزشتہ قسط میں ہوگیا۔ اب آیئے، یہ دیکھیں کہ ان آفات سے بچنے کا طریقہ کیا ہے؟ وہ کون سی چیزیں ہیں جنہیں اختیار کر کے ہم اِن آفات سے اپنا دامن بچا سکتے ہیں۔ یہ چیزیں بہت اہم ہیں۔ اِس لئے کہ اگر ایک انسان ان سے بچے گا، تو یہ چیز اُسے ذکرِ لسانی کی طرف لائے گی۔ ذکرِ لسانی کو اختیار کرے گا تو اس کے دِل میں خدا ترسی، اللہ کا نور، نیکی اور تقویٰ پیدا ہوگا۔ اس سے وہ تحریکی کام میں آگے بڑھے گا۔

پہلی چیز یہ ہے کہ آدمی اپنی زبان کو اللہ کے ذکر سے تر رکھے اور اس کے لئے دس بیس نہیں، پچاس نہیں، سو سوا سو نہیں دو سو سے زیادہ احادیث ہیں جن میں حضور ﷺ اذکار کی تعلیم فرماتے ہیں۔ استغفراللہ، کلمہ طیبہ، سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ اس کے علاوہ اسلام کے نظامِ اذکار میں یہ بات ملحوظ رکھی گئی ہے کہ انسان اپنی زبان کو ہر وقت خدا کی یاد سے تر رکھے۔ ایک مسلمان بلندی کی طرف جا رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس میں کبر کا مادہ پیدا ہو سکتا ہے، چنانچہ کہا گیا کہ سیڑھی چڑھتے ہوئے اللہ اکبر کہے۔ اللہ اکبر پڑھتا جائے، سیڑھی چڑھتا جائے۔ وہ اعلان کرتا جاتا ہے کہ اگرچہ میں اونچائی کی طرف جا رہا ہوں لیکن اِس سے کوئی کبر کا مادہ مجھ میں پیدا نہیں ہو رہا، بڑا تو اللہ ہے۔ اِسی طرح جو شخص نیچے کی طرف جا رہا ہے اس میں احساسِ کمتری پیدا ہو سکتا ہے۔ اس کو کہا گیا کہ سیڑھی اُترتے ہوئے سبحان اللہ پڑھے۔ حتیٰ کہ حضور ﷺ سے سات سو سے زیادہ اذکار منقول ہیں، جو آپؐ مختلف مواقع پر پڑھا کرتے تھے۔ نیا کرتا پہنتے تو یہ دعا پڑھتے، پُرانا کرتا پہنتے تو یہ دعا پڑھتے۔ کپڑا پُرانا ہو تو یہ دعا اور اس میں پیوند لگا ہوا ہو تو یہ دعا۔ حتیٰ کہ بیت الخلاء میں جانے اور آنے کی دعا، کھانا کھانے اور کھانے کے بعد کی دُعا، گھر سے نکلنے اور داخل ہونے کی دعا، سواری پر چڑھنے اور اترنے کی دعا، ساتھی سے ملنے اور جدا ہونے کی دعا۔ غرض دعاؤں کی ایک طویل فہرست ہے، جس حد تک انسان یاد کر سکے، کرے اور جس حد تک اس کو اختیار کر سکے، کرے۔ زبان اگر اللہ کے ذکر میں تر رہے تو اس کے انسان پر بہت مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

آفاتِ لسان سے بچنے کا یہ سب سے بڑا ذریعہ ہے کہ ایک طرف اپنے آپ کو برائیوں سے بچایا جائے اور دوسری جانب اللہ کے ذکر سے زبان کو تر رکھا جائے۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ زبان کے استعمال سے پہلے سوچا جائے اور پھر بات کی جائے۔ زبان کو قینچی کی طرح چلانے سے پرہیز کیا جائے۔ آدمی یہ سوچے کہ میں جو بات کہہ رہا ہوں وہ کہیں جھوٹ تو نہیں ہوگی، اگر ہم بات کرنے سے پہلے سوچ لیں اور پھر بات کریں تو زبان کی بہت سی آفتوں سے بچ سکتے ہیں۔

تیسری اہم بات یہ ہے کہ خاموشی اختیار کی جائے، ہر وقت بولتے رہنا صحیح نہیں، جب کوئی مسئلہ نہیں، کوئی بات نہیں تو پھر خواہ مخواہ زبان کو چلاتے رہنا کوئی فائدہ والی بات نہیں۔

چوتھی اہم چیز احتسابِ نفس ہے۔ دن میں کوئی ایک وقت...... مفید وقت رات ہی ہے...... اپنا محاسبہ کیجئے کہ میری زبان نے کتنی نیکیاں کیں اور کتنی برائیاں کیں۔ میں نے کتنی دعائیں کیں اور ذکر و اذکار پڑھے اور کتنے لوگوں کی غیبت کی اور اُن پر بہتان لگایا، تمسخر اُڑایا، جھوٹ بولا۔ یہ احتساب آپ کو بتدریج ان آفاتِ لسان سے بچاتے ہوئے نیکی کی راہ پر گامزن کر دے گا۔ اس معاملے میں حضرت ابوبکرؓ کا یہ معمول تھا کہ آپؓ اپنی زبان کو کھینچ کر اِسے پکڑ کر اس کا احتساب کرتے تھے۔

پانچویں چیز قرآن مجید کی تلاوت اور موت کو کثرت سے یاد کرنا ہے۔ یہ چیزیں انسان کے دل کی سختی کو دُور کرتی ہیں اور اللہ کی معرفت حاصل کرنے کا ذریعہ بنتی ہیں۔ اِن سے دِل کے زنگ، میل کچیل، داغ دھبے کو دور ہو جاتے ہیں۔ نبی ﷺ کا اس سلسلے میں بڑا واضح ارشاد موجود ہے کہ دلوں کو زنگ لگ جاتا ہے جس طرح لوہے کو پانی لگنے سے زنگ لگ جاتا ہے اور اس کی خلاصی کی تدبیر موت کو کثرت سے یاد کرنا اور تلاوت کلام پاک ہے۔ یہ دو چیزیں انسان کے دل سے زنگ کو دور کرتی ہیں اور جب دِل کا زنگ دور ہوگا تو لازماً دِل میں نیک خیالات آئیں گے اور انسان اپنے آپ کو آفاتِ لسان سے بچا سکے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

مرتد کی اسلامی سزا نافذ کیے بغیر قادیانیت کا فتنہ فرو نہیں ہوگا۔ ڈاکٹر اسرار احمد

بادشاہی مسجد لاہور میں منعقدہ ختم نبوت کانفرنس میں بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کی شرکت اور خطاب کا اجمالی تذکرہ

مرتبہ: ایوب بیگ مرزا

11 اپریل بروز ہفتہ بادشاہی مسجد لاہور میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ عوام کی شرکت کے حوالے سے یہ ایک عظیم الشان کانفرنس تھی، البتہ سکیورٹی کے انتظام اتنے سخت تھے اور مسجد کے اندر داخلے کے راستے اتنے محدود تھے کہ بہت سے لوگ مایوس ہو کر واپس چلے گئے اور بہت سے لوگ صبر و تحمل سے طویل قطاروں میں کھڑے ہو کر مسجد کے اندر جانے کے لیے اپنی باری کے منتظر رہے۔ اس کے باوجود مغرب کی نماز کے بعد مسجد کے وسیع و عریض صحن کا بڑا حصہ بھر چکا تھا۔

تنظیم اسلامی کے بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے از خود اس کانفرنس میں شرکت کی خواہش کا اظہار کیا۔ اس سلسلے میں جب انتظامیہ سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے بڑی گرم جوشی کا اظہار کیا اور کانفرنس سے خطاب کرنے کی دعوت بھی دی۔ بانی تنظیم محترم ڈاکٹر اسرار احمد عشاء سے پہلے مسجد کے باہر پہنچے۔ یہ طے پایا تھا کہ ڈاکٹر صاحب منبر کی جانب جو مسجد کا دروازہ ہے وہاں سے مسجد میں داخل ہوں گے۔ ڈاکٹر صاحب کے لیے چونکہ پیدل چلنا ممکن نہیں لہٰذا وہ ویل چیئر پر تھے۔ دینی جماعت کے کارکنوں نے بڑی گرم جوشی سے ڈاکٹر صاحب کا استقبال کیا اور جس انداز میں موصوف کو ویل چیئر سمیت اٹھا کر سٹیج پر لے گئے وہ منظر دیدنی تھا۔ جب ہم مسجد میں داخل ہوئے تو ایک عالمِ دین گفتگو فرما رہے تھے۔ جب ان کی گفتگو اختتام پر پہنچی تو سٹیج سیکرٹری نے کچھ گفتگو کی اور ڈاکٹر صاحب کو خطاب کی دعوت دی۔

ڈاکٹر صاحب نے سب سے پہلے انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے گفتگو کا موقع فراہم کیا۔ بانی تنظیم نے اپنی گفتگو کا آغاز قادیانیوں کی اس مکروہ شرارت سے کیا کہ جس کے ذریعے وہ اپنی ویب سائٹ پر ڈاکٹر صاحب کے جملے سیاق و سباق سے کاٹ کر اس انداز میں دکھا رہے ہیں جیسے ڈاکٹر صاحب نے ان کی تائید کی ہو۔ ڈاکٹر صاحب نے برملا اعلان کیا کہ یہ جھوٹ ہے، یہ سراسر بہتان ہے اور میں اس سے اعلانِ براءت کرتا ہوں۔ انہوں نے بتایا کہ اوائل عمری میں انہیں کچھ ایسا خیال تھا کہ لاہوری فرقہ جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں بلکہ مجدد مانتا ہے وہ مرتد قرار نہیں پانا چاہیے لیکن اللہ کے فضل و کرم سے ان کی یہ غلط فہمی بہت جلد رفع ہو گئی تھی۔ یہ بات بھی چالیس سال پرانی ہے۔ لہٰذا وہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اپنے بارے میں پھیلائی گئی غلط فہمیوں کے ازالے کی خاطر دوٹوک اعلان کرتے ہیں کہ وہ ہر اُس شخص کو جو نبوت کا دعویٰ کرنے والے کو نبی، مجدد یا مسلمان بھی مانے، دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ انہوں نے واشگاف اعلان کیا کہ اگرچہ قادیانیوں کو پارلیمنٹ کے ذریعے غیر مسلم قرار دینے کا طریقہ تو بہت درست تھا لیکن یہ اس لحاظ سے ادھورا رہا کہ اگر یہ بھی طے ہو جاتا کہ آئندہ کوئی مسلمان اگر قادیانیت اختیار کرے گا تو اسے مرتد کی اسلامی سزا کا سامنا کرنا ہوگا تو اس فتنہ کی سرکوبی ہو جاتی۔ اب بھی وقت ہے کہ یہ قانون نافذ کر دیا جائے، تاکہ ان کی مذموم اور خلاف اسلام حرکات کا سدباب کیا جا سکے۔ انہوں نے علماء سے درخواست کی کہ وہ اس نکتہ پر غور کریں کہ ایسے تمام فتنے فرو کرنے کے لیے ملک میں مکمل اسلامی نظام نافذ کرنے کے سوا چارہ نہیں۔ آخر میں انہوں نے ایک بار پھر انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا کہ انہیں اس کانفرنس سے خطاب کرنے کا اعزاز بخشا گیا ہے۔ واپسی پر پھر کارکنوں نے اُنہی جذبات کا اظہار کرتے ہوئے سخت ناہموار جگہ سے ڈاکٹر صاحب کو ویل چیئر سمیت اٹھا کر دور کھڑی گاڑی تک پہنچایا اور بڑی گرم جوشی سے رخصت کیا۔

آخر یہ تماشا کب تک ہوگا؟

فہد اللہ مراد

پاکستان کو بنے آج تقریباً اکسٹھ برس بیت چکے ہیں۔ برطانوی استبداد سے آزاد ہونے والا دنیا کہ یہ واحد ملک تھا جس کی بنیاد ولا الٰہ الا اللہ پر رکھی گئی۔ جس طرح لا الٰہ الا اللہ کی بنیاد پر قائم ہونے والا صرف یہی خطہ تھا اس طرح لا الٰہ الا اللہ کا استہزاء اور تمسخر جس قدر اس خطے میں اڑایا گیا ہے، اس کی نظیر بھی دنیا میں نہیں ملتی یہ کام کوئی بیس، تیس سال گزرنے کے بعد شروع نہیں ہوا، بلکہ جس روز اس ملک کی آزادی کا اعلان ہوا، اُسی روز اس کی بربادی کا نعرہ بھی بلند ہوگیا، وہ اس طرح کہ جب اس سلطنتِ محمدیؐ کا نام سُن کر محبانِ رسول ﷺ نے اپنے گھربار، مال ومتاع اور زندگی بھر کے دوست احباب کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ دیا اور اس ارضِ مقدس کی طرف عازمِ سفر ہوئے اور انہوں نے سکھوں اور ہندوؤں کی بربریت کا شکار ہو کر اس پاک زمین پر قدم رکھے تو اہل پاکستان، لٹے پٹے قافلوں کو پناہ دینے کی بجائے انہیں ان کی ہجرت کی سزا دینے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ ان کٹے پھٹے جسموں پر مرہم شفاء رکھنے کی بجائے گدھوں کی طرح ان کے بچے کھچے گوشت کو بھی نوچنے کے منتظر نظر آئے اور حوا کی جو بدنصیب بیٹیاں اپنا متاعِ حیات لٹاتے یا بچاتے ہوئے، یہاں پہنچیں تو ان کے سروں پر دستِ شفقت رکھنے کی بجائے، انسان نما بھیڑیوں نے اُن کے سروں پر موجود آنچلوں کے کچھ ٹکڑے کو بھی تارتار کرنا شروع کردیا، اور ان کی عزتوں کے رکھوالے بننے کے بجائے ان کی عصمتوں کے بیوپاری بن گئے اور کتنی ہی لاچار بیٹیوں کے پاؤں میں گھنگروں پہنا دیئے گئے اور بے شمار بہنیں زندگی کے سانس پورے کرنے کی خاطر اپنی آبروئیں نیلام کرنے پر مجبور کردی گئیں۔ یہ اس ملک کی ابتداء ہے؟

اس کے بعد اس میں لا الٰہ الا اللہ کے نظام کے نفاذ کا وقت آیا، تو وہ بھی قائداعظم کی وفات کے ساتھ زبانی حد تک بھی سفرِ عدم اختیار کرگیا اور پھر اس کی تقدیر کے مالک وہ لوگ بنے جن کے حرم عیسائی اور یہودی فاختاؤں سے بھرے ہوئے تھے اور ان فالج زدہ عیاشوں نے اس ملک کو بھی مفلوج کردیا۔ پھر اس ملک کے نگہبانوں نے نگہبانی چھوڑ کر حکمرانی اپنالی، جس سے غیروں کو دوبارہ اسے تاخت وتاراج کرنے کا موقع مل گیا۔

ابھی یہ زخم تازہ تھے اور لا الٰہ الا اللہ کے شیدائی کسی نویدِ صبح کے منتظر تھے کہ ان پر رنج والم کا ایک اور بہت بڑا پہاڑ ٹوٹا وہ یہ کہ لا الٰہ الا اللہ کے نام پر بنائے گئے اس جسم کو دو ٹکڑے کردیا گیا۔ ستم بالائے ستم یہ ہوا کہ ایک ٹکڑے نے اپنی شناخت ہی ختم کردی۔ پھر اس ملک میں اس لا الٰہ الا اللہ کے نام لیواؤں کو کچل ڈالنے کی مہم چلی، تاکہ اس کے ماتھے پر لگے ہوئے پشیمانی کے کلنک کو مٹادیا جائے۔ لیکن وہ لوگ بھی اپنے انجام کو پہنچ گئے۔

اس کے بعد نگہبانی نے پھر حکمرانی کی شکل اختیار کی جس میں اس کلمہ کو یوں محسوس ہوا کہ شاید میری شنوائی ہو جائے، لیکن یہ احساس صرف احساس ہی رہا اور پھر اس پر ایک وقت یہ بھی آیا کہ بعض وہ سینے جن میں یہ تڑپ تھی کہ "لا الٰہ الا اللہ" اس پاک دھرتی کا مقدر کیوں نہیں بن رہا، جن کے دل اس غم سے خون کے آنسو رو رہے تھے کہ آخر شہیدوں کا خون کیوں نہیں رنگ لا رہا، کوشش کی جانے لگی کہ ان کے دلوں کی تختیوں سے یہ جذبۂ مستانہ ہی آہنی کنگھیوں سے کھرچ ڈالا جائے، اور جن کے گھروں میں اب بھی لا الٰہ الا اللہ گنگناتا ہے اُن سے اُٹھنے والی یہ آواز ہمیشہ کے لئے دبادی جائے، جو کوکھیں آج بھی غازی علم الدین جننے کے لیے بے تاب رہتی ہیں انہیں نہ صرف بانجھ کردیا جائے بلکہ انہیں ایسے خواب دیکھنے پر بھی مطعون کیا جائے، اور آج بھی اگر کوئی باکردار بیٹیاں فاطمہؓ اور عائشہؓ کی طرح بننے کا سوچتی ہیں تو ان کی سوچوں پر پہرے بٹھا دیے جائیں، اگر کسی جگہ انفرادی سطح پر اسلامی تہذیب و تمدن کی جھلک نظر آتی ہے تو یہ بھی پس پردہ چلی جائے اور اس کا علاج یہ سوچا گیا کہ ان پر فحاشی اور بدکاری کے دروازے کھول دو، اور کوئی ایسا قانون جو ان میں اس بارے میں جھجک پیدا کرے، اُسے ختم کردو۔ ہر وقت باخبر رہنے کے نام پر ان کے اندر ہندو اور مغربی تہذیب کو رواج دو اور ان کی بہو بیٹیوں کی چادریں اور لباس اتار کر انہیں نکریں پہنا کر عریاں سرِعام دوڑاؤ، اور اگر پھر بھی کوئی فاطمہؓ، عائشہؓ اور خولہؓ کی نام لیوا بچیں تو انہیں بموں سے اڑا دو اور ان کی ہڈیوں کو راکھ بنادو، تاکہ آئندہ کے لئے یہ نشانِ عبرت بن جائیں۔ آخر یہ سب ہوا، کہ بیٹیوں کو عریاں کیا گیا، لا الٰہ الا اللہ کی صدائے بازگشت کو دبایا گیا، بدکاری اور فحاشی کے کلچر کو رواج دیا گیا، تہذیب وتمدن کی جڑیں ہلادی گئیں۔ آخر یہ دور بھی جزوی طور پر ختم ہوا۔

اس کے بعد ایک نیا دور شروع ہوا جس میں بڑے وعدے ہوئے اور ٹوٹتے رہے، مجرموں کو سزا دینے کی باتیں ہوئی لیکن وہ باتیں ہی رہیں۔ اس دوران "لا الٰہ الا اللہ" کو اس ملک کے ایک کونے میں اپنا سر چھپانے کی جگہ نظر آئی تو وہ اسے غنیمت سمجھ کر اس کی طرف دوڑا، لیکن وہاں اُسے سازشوں کے جال بچھے دکھائی دیئے اور بعض سازشیوں نے وہاں بھی لا الٰہ الا اللہ کے نظام کا تمسخر اڑانے کے لئے ایک جعلی ویڈیو نشر کی، تو پورا نظامِ حکومت اور پورا نظامِ عدل چیخ اُٹھا، اور قاضی القضاۃ نے اس کا خود نوٹس لیا کہ انسانیت کی یہ توہین کسی طرح بھی برداشت نہیں کی جاسکتی۔ شاید ان کی نظر سے وہ بوڑھے انسان اوجھل ہیں جن کے کمزور اور ناتواں جسم کے سینکڑوں ٹکڑے روزانہ کیے جاتے ہیں، شاید وہ شیرخوار نظر نہیں آرہے جنہیں روزانہ اس دنیا میں سانس لینے کے جرم میں قتل کردیا جاتا ہے اور وہ بیٹیاں نظر نہیں آتیں جن میں بیسیوں کے سہاگ روزانہ اجڑ رہے ہیں۔ آخر یہ تماشا کب تک ہوگا؟

✿✿✿✿✿

✿✿ ضرورت رشتہ ✿✿

☆ میری بیٹی (خلع یافتہ) عمر 25 سال کے لیے دیندار گھرانے سے رشتہ درکار ہے۔ بچی نے A لیول تک تعلیم حاصل کی ہے اور الہدیٰ انٹرنیشنل فہم القرآن کا کورس کیا ہوا ہے۔

برائے رابطہ:

0323-2468808 021-4530745

☆ سیالکوٹ کی رہائشی لڑکی تعلیم ایل ایل بی، تعلیم و تعلم سے وابستہ کے لئے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔ تنظیم سے تعلق رکھنے والے نوجوان کو ترجیح دی جائے گی۔ برائے رابطہ: 0300-9439109

☆ سیالکوٹ میں رہائش پذیر راجپوت فیملی کی 24 سالہ ایم ایس سی میتھ، صوم وصلوٰۃ و پردہ کی پابند، امورِ خانہ داری کی ماہر، خوبصورت وخوب سیرت بچی کے لئے تعلیم یافتہ و دینی مزاج کے گھرانے سے رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہیں۔

رابطہ: 0321-4186664، 0307-4532116

موجودہ اسلامی بنک سود ختم کرنے کا مؤثر ذریعہ نہیں ہیں

سود ختم کرنے کے لئے ایسی بینکنگ کا قیام ضروری ہے جس میں وسیع پیمانہ پر بلا سود قرض مہیا ہوں۔ قرض کا ناپسندیدہ ہونا گمراہ کن تخیل ہے کہ اسلام قرض کی ترویج چاہتا ہے۔ بلا سود قرض کو اسلامک بینکنگ سے خارج رکھنا مجرمانہ غلطی ہے

عدلیہ کی بحالی اور مفاہمت سے ملک کو انتشار سے بچانے پر حکمران اور سیاستدانوں کا شکریہ

اب خدارا! اللہ کے حکم کے مطابق سود ختم کرکے ملک کو اللہ کے عذاب اور معاشی غلامی سے بھی بچائیں

عبدالودود خان

مسلمانوں کی فلاح و کامرانی اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت میں ہے لیکن اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اللہ کے حکم کے خلاف سودی بینکنگ جاری رکھ کر ملک کی معیشت کو تباہ کر دیا گیا ہے۔ قرضوں کی ادائیگی کے لئے مزید سودی قرض لے کر ملک کو سودی قرضوں کی دلدل میں دھنسایا جا رہا ہے جس سے نکلنے کا واحد راستہ سود سے توبہ و استغفار اور غیر سودی بینکنگ کا قیام ہے۔ ورنہ ماضی کی طرح قرضوں کی ادائیگی میں ملک کو اپنے قیمتی اثاثے غیروں کو سستے داموں بیچنے پر مجبور کر دیا جائے گا جو معاشی غلامی کا پیش خیمہ ہے۔ قرض پر سود کو اللہ نے حرام کیا ہے جسے چھوڑنا اللہ سے ڈر کی علامت اور شرط ایمان ہے اور نہ چھوڑنے والوں کے خلاف اللہ و رسول ﷺ کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔ سودی بینکنگ سے ایمان کی نفی ہو رہی ہے اور اللہ و رسول ﷺ سے جنگ بھی ہو رہی ہے، جس کا لازمی نتیجہ اللہ کی رحمت سے دوری اور ناکامی و نامرادی ہے۔ اللہ کا فرمان ہے جو میرے احکام سے روگردانی کرے گا اس کی معیشت تنگ ہو جائے گی۔ چنانچہ سودی بینکنگ سے مہنگائی، بے روزگاری، غربت اور بھوک و افلاس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ایک حدیث کے مطابق سود اور زنا اللہ کے غضب کو دعوت دیتے ہیں جس کا ظہور ملک میں بڑھتے ہوئے خودکش حملوں، بم دھماکوں، اغوا برائے تاوان اور ڈاکوں سے ہو رہا ہے۔ سودی بینکنگ کی وجہ سے برادر مسلم ممالک اور اسلامی بنک بھی ایک دوسرے کو بلا سود قرض نہیں دیتے۔ جناب تقی عثمانی نے Introduction to Islamic Finance لکھا ہے کہ اسلامک بینکنگ کو آگے نہیں بڑھایا جا سکتا جب تک بنکوں کے درمیان اسلامی اصولوں پر لین دین کا مضبوط نظام قائم نہ ہو۔ ایسے نظام کی عدم موجودگی میں اسلامک بنکوں کو اپنی قلیل مدتی مالیاتی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے روایتی بنکوں سے رجوع کرنا پڑتا ہے جو روایتی بنک کھلے یا مخفی سود کے بغیر مہیا نہیں کرتے۔ پاکستان میں زلزلے سے متاثرین کے لئے مسلم ممالک سے ملنے والی رقوم کا بیشتر حصہ سودی قرض تھے۔ 1998ء میں ایٹمی دھماکہ کے بعد پاکستان کی درخواست پر اسلامک ڈویلپمنٹ بینک اور چند دوسرے اسلامک بنکوں نے مل کر جو پیشکش کی، وہ سودی قرض تھا جس کی شرح Libor سے 5 فیصد زائد تھی! لہٰذا موجودہ اسلامک بنک سود ختم کرنے کا موثر ذریعہ نہیں ہیں۔ علامہ اقبال نے سودی بینکنگ کی سخت مذمت کی اور اسے ظالمانہ استحصال کا ذریعہ قرار دیا۔ قائداعظم نے بینکنگ کو اسلامی اصولوں پر ڈھالنے کی پرزور تلقین کی۔ پچھلی صدی کے ممتاز ترین اقتصادی ماہر Keynes کے بقول شرح سود میں کمی سے مہنگائی اور بے روزگاری میں کمی ہوتی ہے اور سود کے باقی رہنے تک بے روزگاری ختم نہیں ہوگی۔ موجودہ ممتاز جرمن اقتصادی ماہر ڈاکٹر مارگرٹ کینیڈی کی تحقیق ہے کہ بلا سود سرمایہ کی فراہمی سے نہ صرف مہنگائی اور بے روزگاری کم ہوگی بلکہ اس میں پہل کرنے والے ملک کو بین الاقوامی منڈی میں اپنی مصنوعات سستے داموں بیچنے سے زبردست اقتصادی ترقی بھی حاصل ہوگی۔ سودی بینکنگ کے فروغ کی وجہ یہ ہے کہ یہ قرض مہیا کرتا ہے جو انسان کی ناگزیر ضرورت ہے۔ لہٰذا سود ختم کرنے کے لئے ایسے بینکنگ کا قیام ضروری ہے جس میں وسیع پیمانہ پر بلا سود قرض مہیا ہوں۔ قرض کا ناپسندیدہ ہونا گمراہ کن تخیل ہے کہ اسلام قرض کی ترویج چاہتا ہے۔ اور بلا سود قرض کو اسلامک بینکنگ سے خارج رکھنا مجرمانہ غلطی ہے۔

اللہ کا ہر حکم ہر حال میں مفید، قابل عمل اور واجب التعمیل ہے۔ سود ختم نہ ہو سکنے کا شیطانی وسوسہ سودی بنکاروں کا پھیلایا ہوا ہے۔ سودی بینکنگ کی جگہ لینے کے لئے فوری طور پر نافذ العمل غیر سودی بینکنگ کے طریقہ کار اور اس کے فوائد بشمول مہنگائی اور بیروزگاری کے خاتمے اور قرضوں سے چھٹکارے کی تفصیل ویب سائٹ www.geocities.com/aokhan2/index.htm اور www.realislamicbanking.com پر مہیا ہے۔

email:aw_khan@hotmail.com

Tel:042-6610678/Mob:0322-4328242

00966-1-4644915

کلام اقبال

سلطان ٹیپو کی وصیت

تو رہ نوردِ شوق ہے؟ منزل نہ کر قبول!
لیلیٰ بھی ہم نشیں ہو تو محمل نہ کر قبول!

اے جوئے آب بڑھ کے ہو دریائے تند و تیز!
ساحل تجھے عطا ہو تو ساحل نہ کر قبول!

کھویا نہ جا صنم کدۂ کائنات میں!
محفل گداز! گرمیٔ محفل نہ کر قبول

صبحِ ازل یہ مجھ سے کہا جبرئیل نے
جو عقل کا غلام ہو وہ دل نہ کر قبول!

باطل دوئی پسند ہے، حق لا شریک ہے
شرکت میانۂ حق و باطل نہ کر قبول!

ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں میں......

عرفان صدیقی

قومی اسمبلی نے صرف تین گھنٹے کی مختصر سی بحث کے بعد سوات امن معاہدے کے حق میں قرارداد منظور کر لی۔ صدر آصف علی زرداری نے اس کی اطلاع ملتے ہی معاہدے پر دستخط ثبت فرمائے اور دبئی روانہ ہو گئے۔ سرحد کی صوبائی حکومت اور مولانا صوفی محمد کے درمیان یہ معاہدہ 16 فروری کو طے پایا تھا۔ ایک ماہ 27 دن تک یہ دستاویز جناب صدر کے دستخطوں کے انتظار میں کسی فائل میں لپٹی، ان کی آبنوسی میز پر پڑی رہی۔ معاملہ عوام کی جان و مال، قتل و غارت گری، بپھری ہوئی شورش اور ریاستی عملداری کا ہو تو ایک ایک لمحہ قیمتی ہوتا ہے۔ کوئی اہل سوات سے پوچھے کہ ہر سورج ان کے لیے کیا آزار لے کر طلوع ہوتا اور ہر شب اپنے دامن میں کیا آفات لے کر اترتی تھی۔ ایسے میں قیام امن کے لیے ادنیٰ سے امکان کو بھی آگے بڑھ کر اپنی مٹھی میں لے لینا چاہیے اور صلح و آشتی کی نیم دلانہ سی آرزو کا بھی والہانہ گرم جوشی کے ساتھ خیر مقدم کرنا چاہیے۔ بندوق میں کسی بھی وقت بارود بھرا جا سکتا ہے اور آپریشن شروع کرنے کے لیے محض ایک فرمان کی ضرورت ہوتی ہے لیکن بھڑکتی جنگ میں کسی فریق کی طرف سے لہرائے جانے والے سفید پرچم کی دھجیاں اڑا دی جائیں تو نقصان کی تلافی میں زمانے لگ جاتے ہیں۔ سوات میں سارے فریق پاکستانی ہیں وہ بھی جنھیں شورش اور انتہا پسندی کا مرتکب ٹھہرایا جا رہا ہے وہ بھی جو ریاستی عملداری قائم کرنے کے لیے اس بد امنی کے خلاف برسر پیکار ہیں اور وہ بھی جو دو طرفہ یلغار کی چکی میں پس رہے ہیں۔ ٹریگر پر رکھی انگلیاں بھی ہماری ہیں، چھلنی ہوتے سینے بھی ہمارے ہیں اور رزق خاک ہونے والے لہو کا ایک ایک قطرہ بھی ہمارا ہے۔

امن معاہدے کے مثبت اور منفی پہلوؤں سے قطع نظر فوری نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ بڑی حد تک امن قائم ہو گیا۔ ستم رسیدہ عوام نے سکھ کا سانس لیا۔ کسی کو شرعی نظام عدل پسند ہو یا نہ ہو، امن سب کو عزیز ہے۔ سو زندگی معمولات کی طرف لوٹنے لگی، تعلیمی ادارے کھل گئے، کاروباری سرگرمیاں شروع ہو گئیں۔ وادی کی فضائیں بارود کی بو سے پاک ہونے لگیں لیکن امن معاہدہ بدستور صدر کے دستخطوں کو ترستا رہا۔ طے شدہ مفاہمت کے مطابق، جس کی گواہی وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی نے بھی دی ہے، معاہدے کی منظوری میں تاخیر نہیں ہونی چاہیے تھی۔ حکومت سرحد نے صوفی محمد کو بروئے کار لانے سے قبل جناب صدر کی منظوری حاصل کر لی تھی۔ مفاہمت کا تقاضا تھا کہ دو طرفہ سیز فائر اور معاہدہ طے پا جانے کے بعد جب 24 گھنٹوں کے اندر اندر حالات میں سدھار آ گیا تو صدر زرداری فوراً معاہدے پر دستخط کر دیتے لیکن "ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں" کا آشوب یہاں بھی غالب رہا۔ امریکہ کی خفگی کا ڈر قومی مفاد کی راہ کی روک بن گیا۔ لبرل فاشسٹوں کی ہاہا کار نے وسوسے ڈال دیے۔ اس پس و پیش میں 57 قیمتی دن گزر گئے۔ صبر کے پیمانے چھلکنے لگے تو صوفی محمد اپنا خیمہ امن اکھاڑ کر یہ کہتے ہوئے گھر چلے گئے کہ اب حکومت جانے اور سوات کے طالبان۔ ادھر سرحد حکومت کے لہجے کی تلخی انتہا کو پہنچ گئی۔ اس نے دھمکی دی کہ صدر نے معاہدے پر دستخط نہ کیے تو وہ مرکزی کولیشن سے الگ ہو کر اگلے لائحہ عمل کا اعلان کرے گی۔ ایک اعتبار سے لانگ مارچ والی کیفیت پیدا ہو گئی۔ ایسے میں صدر نے معاملہ قومی اسمبلی کو سونپ دیا۔ اے این پی نے اسے صوبائی خودمختاری پر ضرب کاری سے تعبیر کیا۔ اخباری اطلاعات کے مطابق جناب صدر اور اسفند یار ولی کے درمیان ٹیلی فون پر تلخ کلامی بھی ہوئی اور پھر یوں ہوا کہ محض تین چار گھنٹوں کے اندر اندر قومی اسمبلی کی ایک قرارداد بھی آ گئی اور صدر کے دستخط بھی ثبت ہو گئے، بالکل اسی طرح جس طرح لانگ مارچ کے گوجرانوالہ پہنچتے ہی ایک ایگزیکٹو آرڈر سے وہ سارے جج بحال ہو گئے تھے جن کی بحالی کو ناممکن قرار دیتے ہوئے ایوان صدر کے نورتن سو سو دلیلیں تراشتے تھے۔ اگر سوات معاہدہ 17 فروری کو جناب صدر کے دستخطوں سے مزین ہو جاتا تو کم و بیش 56 دن بے یقینی کی نذر نہ ہوتے۔ ان 56 دنوں کے دوران جو اتار چڑھاؤ آنا تھا وہ اب اگلے 56 دنوں میں آئے گا، جس مقام یا موڑ پر ہم آج کھڑے ہوتے اس مقام یا موڑ کے لیے اب ہمیں 56 دن مزید انتظار کرنا پڑے گا۔ زیاں کار قومیں اسی طرح وقت برباد کیا کرتی ہیں۔ ایک بار پھر یہ بات بھی ثابت ہو گئی ہے کہ پیپلز پارٹی کم نصیب جماعت ہے۔ وہ کسی اچھے کام کا کریڈٹ بھی نہیں لے سکتی۔ جب تک چھری گلے تک نہ پہنچے اس کے منہ سے ہاں نہیں نکلتی۔ ججوں کی بحالی کی طرح سوات امن معاہدہ بھی پیپلز پارٹی کے نامہ اعمال کا حسن نہیں بن سکے گا۔ "ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں میں" کا آسیب جانے کب تک اس کے تعاقب میں رہے۔

امن معاہدے کے حق میں قرارداد کی منظوری اور جناب صدر کے دستخطوں نے اس اہم خبر کو سنولا دیا ہے کہ بالآخر قومی سلامتی کے بارے میں خصوصی پارلیمانی کمیٹی نے اپنی رپورٹ قومی اسمبلی میں پیش کر دی ہے۔ یہ کمیٹی 20 اکتوبر 2008ء کو مشترکہ اجلاس میں منظور ہونے والی قرارداد کی روشنی میں قائم کی گئی تھی۔ اپنی رپورٹ تیار کرنے میں اسے تقریباً چھ ماہ لگ گئے۔ اس تاخیر کا ایک بڑا سبب یہی بھی ہے کہ وفاقی حکومت کو کسی طرح کی جلدی نہیں اور وہ حالات کے بگاڑ کے باوجود لمبی تان کر سو رہی ہے۔ پارلیمانی کمیٹی نے خارجہ پالیسی پر فوری نظر ثانی کے لیے کہا ہے، طاقت کا استعمال بند کرنے کی سفارش کی ہے، ڈرون حملے بند کرانے کے لیے سفارتی کوششیں تیز کرنے پر زور دیا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ مجھے ان سفارشات میں دفتری بابوؤں والی روایتی عبارت نویسی دکھائی دیتی ہے۔ جو کچھ کہا گیا ہے وہ بھی مبہم، غیر واضح اور محض فلسفیانہ نوعیت کی تلقین ہے۔ اس کے باوجود حکومت پر لازم ہے کہ وہ انگڑائی لے اور ان سفارشات کی روشنی میں اسے بے ننگ و نام جنگ سے نکلنے کی کوئی سبیل نکالے جو ہمارا سب کچھ چھین لے گی۔ مشیر خزانہ بتاتے ہیں کہ یہ جنگ اب تک 35 ارب ڈالر کا نقصان کر چکی ہے۔ اس کے عوض مشرف دور میں ساڑھے دس ارب ڈالر ملے اور اب ڈیڑھ ارب ڈالر سالانہ کے حساب سے پانچ برس کے دوران ساڑھے سات ارب ڈالر کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اسٹیٹ بینک کے سابق گورنر ڈاکٹر عشرت حسین نے ایک ٹی وی پروگرام میں بتایا کہ امریکی

امداد کی ایک ایک پائی کچھ خفیہ اور کچھ ظاہری شرائط سے جڑی ہوتی ہے، تلوار ہمیشہ لٹکتی رہتی ہے کہ ذرا سی گستاخی پر امریکی سینیٹ امداد روک سکتی ہے۔ انہوں نے انکشاف کیا کہ امداد کا بڑا حصہ امریکی کمپنیوں، مشیروں، ٹھیکیداروں اور ماہرین کے ذریعے واپس امریکہ پہنچ جاتا ہے اور عملاً ہمارے پاس بیس پچیس فیصد رہ جاتا ہے، وہ بھی ہم اپنی مرضی سے خرچ نہیں کرسکتے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہماری آزادی وخودمختاری اور حاکمیت اعلیٰ تاراج ہو چکی ہے اور امریکہ نے ہمیں چوبارے کا مال سمجھ لیا ہے وقت آ گیا ہے کہ ”ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں میں“ کے آسیب سے نجات حاصل کی جائے اور پارلیمنٹ کو کھیل تماشوں کے لیے استعمال کرنے کے بجائے اسے ایک معتبر فیصلہ ساز ادارے کی شکل دی جائے اور پاکستان کے جمہوری تفاخر کو روبہ عمل آنے دیا جائے۔ منیر نیازی نے کہا تھا

ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں میں ہر کام کرنے میں
ضروری بات کہنی ہو
کوئی وعدہ نبھانا ہو......

ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں میں

ہمارے حکمران بھی کچھ ایسی روش پہ چل رہے ہیں اور وقت تیزی سے نکلا جا رہا ہے۔ زمانے کی رو کب کسی کا انتظار کرتی ہے! (بشکریہ روزنامہ ”جنگ“)

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ کے اسرہ لالہ زار کے ملتزم رفیق جناب میاں محمد منشا کی ہمشیرہ وفات پا گئیں
☆ تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ کے اسرہ کمال آباد کے ملتزم رفیق اور دفتر حلقہ پنجاب شمالی کے آفس کلرک جناب عزیز الرحمٰن کی والدہ انتقال کر گئیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومات کی مغفرت فرمائے۔ رفقاء و احباب اور قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن کے ملتزم رفیق مقصود احمد بٹ (پھالیہ) علیل ہیں۔
☆ حلقہ پنجاب شمالی کے ناظم دعوت جناب اسرار الحق کا پچھلے دنوں گردے کا اپریشن ہوا اور ان کا ایک گردہ نکال دیا گیا۔

قارئین ندائے خلافت اور رفقاء و احباب سے ان صاحبان کی صحت یابی کے لیے دعائے صحت کی اپیل ہے۔

تنظیم اسلامی میرپور کے زیر اہتمام جی دارالسلام میں شب بیداری

تنظیم اسلامی میرپور کے زیر نگرانی جی دارالسلام کی جامع مسجد میں نماز مغرب کے بعد شب بیداری پروگرام کا آغاز ہوا۔ سب سے پہلے نقیب اسرہ میرپور افتخار احمد نے سورۃ الحج کی آیات کا درس دیا۔ انہوں نے ایک مسلمان کی بنیادی دینی ذمہ داریوں، بندگی، دعوت بندگی اور اقامت دین کی جدوجہد کو انتہائی موثر انداز میں بیان کیا۔ نماز عشاء سے پہلے مقامی ناظم دعوت میاں فیاض اختر نے سیرۃ صحابہؓ کے عنوان سے سعید بن عامرؓ اور حضرت خبیب بن عدیؓ کے قبول اسلام اور راہ حق میں پیش آنے والی مشکلات پر اُن کی استقامت کو بیان کیا۔ نماز عشاء کے بعد کھانے کا وقفہ ہوا۔ کھانے کے بعد سید محمد آزاد نے سورۃ المومنون کی ابتدائی گیارہ آیات کی روشنی میں ”بندۂ مومن کے اوصاف“ بیان کیے۔ اس کے بعد ڈاکٹر عبدالسمیع کے خطاب بعنوان ”ہمارا رب اللہ ہے“ کی سی ڈی شرکاء کو سنائی گئی۔ رات گیارہ بجے یہ نشست اپنے اختتام کو پہنچی۔ آرام کے وقفے بعد چار بجے رفقاء و احباب تہجد کے لئے اٹھے۔ تہجد کی ادائیگی کے بعد ادعیہ ماثورہ کا مذاکرہ ہوا۔ نماز فجر کے بعد سید محمد آزاد نے سورۂ ابراہیم کے چھٹے رکوع کی آخری تین آیات کا درس دیا۔ قاری محمد عبداللہ نے تجوید القرآن کے بنیادی قواعد بیان کیے۔ خطیب جامع مسجد نگی منگلا مولوی محمد یوسف نے تذکیری نوعیت کا خطاب کیا۔ انہوں نے شب بیداری پروگرام کی تحسین بھی فرمائی۔ آخر میں باہمی تعارف ہوا۔ دعا پر اس پروگرام کا اختتام ہوا۔ پروگرام میں 35 احباب اور 9 رفقاء نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ سب شرکاء کو اجر عظیم سے نوازے۔ امین۔ (رپورٹ: غلام سلطان)

تنظیم اسلامی اسرہ کھاریاں کے زیر اہتمام خصوصی پروگرام

7 مارچ 2009ء بروز ہفتہ بعد از نماز عشاء تنظیم اسلامی اُسرہ کھاریاں کے زیر اہتمام ایک لیکچر کا اہتمام کیا گیا۔ لیکچر کا عنوان ”اسلام اور سیکولرازم“ تھا، جس کے لیے ڈاکٹر عبدالسمیع فیصل آباد سے تشریف لائے تھے۔ پروگرام کا آغاز بعد نماز عشاء ساڑھے آٹھ بجے تلاوت قرآن حکیم سے کیا گیا۔ تلاوت قرآن حافظ محمد بلال (گجرات) نے کی۔ اس کے بعد میر اقبال نے کلام اقبال سے لوگوں کے دلوں کو گرمایا۔ بعد ازاں ڈاکٹر عبدالسمیع نے اپنے موضوع پر گفتگو شروع کی۔ انہوں نے سیکولرازم کا مفہوم واضح کیا اور کہا کہ سیکولرازم یہ ہے کہ قوانین اور تعلیم کی بنیاد مذاہب کی بجائے حقائق اور سائنس پر رکھی جائے اور سائنس کی زبان میں حقیقت وہ شے ہے جو انسان کے حواس خمسہ کی گرفت میں آسکے، اور جو چیز حواس خمسہ کی گرفت میں نہ آسکے، وہ صرف وہم ہے، خیال ہے۔ اُس کی کوئی حقیقت نہیں۔ اس لئے سیکولرازم اِس بات کا قائل ہے کہ قوانین اور تعلیم میں مذہب کا کوئی عمل دخل نہیں ہوگا۔ آج کل ہونے والے ٹی وی ٹاک شوز کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ڈاکٹر عبدالسمیع نے کہا کہ آج کل جو دانشور ٹی وی مذاکروں میں مدعو کیے جاتے ہیں، وہ حضور ﷺ کی سچائی، دیانت داری اور امانت داری کو تو بہت نمایاں کرتے ہیں، مگر آپؐ کی رسالت کے پہلو کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ حضور ﷺ کو سچا، دیانت دار تو قریش مکہ بھی مانتے تھے، مگر وہ جس چیز کا انکار کرتے تھے، وہ آپؐ کی رسالت تھی۔ اِس پروگرام میں تقریباً 300 افراد نے شرکت کی۔ پروگرام کے بعد ریفریشمنٹ کا انتظام کیا گیا تھا۔ پروگرام میں شرکت کرنے والے حضرات کو تنظیمی کتابچہ ”دین اور مذہب میں فرق“ مفت فراہم کیا گیا۔ دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ: رانا ضیاء الحسن)

تنظیم اسلامی ماڈل ٹاؤن لاہور کے زیر اہتمام فہم دین پروگرام

15 مارچ بروز اتوار تنظیم اسلامی ماڈل ٹاؤن لاہور کے زیر اہتمام فہم دین پروگرام کی نشست جناب عامر اعجاز کے گھر پر منعقد ہوئی۔ تمام شرکاء دن 11 بجے ان کے گھر پہنچ گئے تھے۔ اس پروگرام میں مدرس سمیت 6 رفقاء اور 4 احباب نے شرکت کی۔ تدریس کا فریضہ مقامی امیر تنظیم جناب محمد فواد نے انجام دیا۔ انہوں نے شرکاء کے سامنے سیکولرازم کا جدید مغربی تصور پیش کیا اور دین کے جامع تصور پر روشنی ڈالی۔ بعد ازاں بنیادی دینی فرائض کا مختصر جائزہ پیش کیا گیا۔ آخر میں سوال وجواب کی نشست ہوئی۔ دعا پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ: حامد سجاد)

تنظیم اسلامی کوئٹہ شمالی اور جنوبی کا مشترکہ شب بیداری پروگرام

22 اور 23 مارچ 2009ء کی درمیانی شب تنظیم اسلامی کوئٹہ شمالی اور کوئٹہ جنوبی کا مشترکہ شب بیداری پروگرام منعقد

ہوا۔ پروگرام کا آغاز بعد نماز مغرب امیر تنظیم اسلامی کوئٹہ شمالی عبدالسلام عمر کے درس قرآن سے ہوا۔ درس کا موضوع تھا: "نجات کی راہ، سورۃ العصر کی روشنی میں"۔ عبدالسلام عمر نے قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کے حوالے سے لفظ خسران، ایمان اور عمل صالح کے باہمی تعلق، صبر اور حق کی وضاحت کی۔ انہوں نے حاضرین مجلس پر زور دیتے ہوئے کہا کہ جب تک ایمان، عمل صالح، تواصی بالحق اور تواصی بالصبر کے چار لوازم پورے نہیں ہوں گے، اس وقت تک نہ تو دنیا میں ایک صالح معاشرہ قائم کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی ہم آخرت کے گھمبیر نقصان سے بچ سکیں گے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کی اکثریت سورۃ العصر کے حقیقی تقاضوں اور غلبہ دین حق کی جدوجہد کے تصور سے محروم ہے۔ اسی محرومی کی وجہ سے مسلمان دنیا کی پست ترین قوم بن چکے ہیں۔

درس قرآن کے بعد اسرہ نواں کلی کے رفیق شوکت علی نے "مجلس کے آداب" بیان کیے۔ نماز عشاء کے بعد مذاکرہ ہوا۔ مذاکرے کا موضوع تھا "انفاق اور نفاق"۔ اس کا دورانیہ ڈیڑھ گھنٹہ تھا اور اسے اسرہ شہباز ٹاؤن کے نقیب محمد اسحاق نے Conduct کیا۔ اس کے بعد آرام کا وقفہ ہوا۔ رات کے آخری پہر رفقاء تہجد کے لئے بیدار ہوئے اور تہجد اور ذکر اذکار میں مشغول ہوگئے۔

نماز فجر کے بعد اسرہ جناح ٹاؤن کے رفیق ذوالقرنین نے درس حدیث دیا۔ اس کے بعد ناشتے کا وقفہ ہوا۔ "دعوت الی اللہ" کے موضوع پر ایک رفیق تنظیم نے اظہار خیال کیا۔ دن 11 بجے چائے کا وقفہ ہوا جس کے بعد محبوب سبحانی نے "اسلامی نظام کے لئے کوشاں تنظیمیں اور اسلامی انقلاب کا طریق کار" کے موضوع پر مفصل گفتگو کی۔ بعد میں سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ پروگرام کے اختتام پر توسیع دعوت کے حوالے سے تفصیلی مشاورت ہوئی۔ رفقاء نے جانی، مالی اور وقت کا جو انفاق کیا، اللہ انہیں بہترین جزا عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ رفیق تنظیم مولانا عبدالباری قاسمی اور ان کے تمام اسٹاف کو بھی جزائے خیر سے نوازے، جنہوں نے اس پروگرام کے انعقاد کے لئے جگہ فراہم کی اور اپنے اسکول میں مستقل بنیادوں پر اس طرح کے پروگراموں کے انعقاد کی اجازت دی۔ اس پروگرام میں 35 رفقاء و احباب نے شرکت کی۔

(رپورٹ: محمد سلیمان قیوم)

✿✿✿✿✿

بقیہ اداریہ

انسان کو انسان کا غلام بنا دیا۔ سرمایہ دارانہ نظام کے بڑے چرچے تھے، اس نے بھی ارتکاز دولت کے سوا کوئی کارنامہ سرانجام نہ دیا۔ آج یہ نظام بھی ڈوب رہا ہے۔ بڑی کمپنیاں اور بنک دیوالیہ ہو رہے ہیں۔ امریکہ جیسے ملک میں لوگ بے گھر ہو کر خیمہ زن ہونے پر مجبور ہیں۔ اگرچہ فی الحال اس نظام کو ستونوں کا سہارا دے کر مصنوعی طور پر کھڑا کیا جا رہا ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ ایسا دھڑام کر کے نیچے گرے گا کہ قوموں کی اکثریت اس کے نیچے دب کر دم توڑ جائے گی۔ ہم آواز بلند اور مکمل اعتماد کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی نظام ہمیں معاشرتی سطح پر چین و سکون دے گا۔ معاشی سطح پر غیروں کی محتاجی سے بے پرواہ کردے گا اور سیاسی سطح پر ہم دوسری اقوام کے لیے قابل تقلید ہو جائیں گے۔ یہاں ایک اعتراض وارد کیا جاسکتا ہے کہ امریکہ اور یورپ جو بڑے ترقی یافتہ ممالک ہیں، حکومت عوام کو بنیادی سہولتیں اور عدالتیں انصاف فراہم کر رہی ہیں، حالانکہ وہاں اسلامی نظام نافذ نہیں۔ اس سلسلے میں ہماری گزارش ہے کہ ان قوموں نے بعض اچھے اصولوں کو اپنایا یعنی ایمانداری کو اچھی پالیسی کے طور پر اپنایا، انفرادی مفاد پر قومی مفاد کو ترجیح دی۔ کاروبار کی ترقی کے لیے سچ اور عہد کی پاسداری لازم سمجھی۔ لہٰذا وہ اس کے ثمرات سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ انہوں نے دنیوی ترقی کے لیے بعض اچھے اصول وضع کیے بلکہ سچ پوچھیں تو اسلام سے اخذ کیے تو وہ اُن سے فوائد حاصل کر رہے ہیں لیکن اُنہوں نے بہت سے معاملات میں فطرت کے اصولوں سے غداری کی تو اُس کو وہ بھگت رہے ہیں۔ مثلاً معاشرت میں عورت کی آزادی کے نام پر بے حیائی اور عریانی، معاش کی ترقی کے لیے سود خوری۔ نتیجہ یہ ہے کہ وہاں خاندانی نظام تباہ ہوگیا۔ بیٹے، بہن، بھائی کا تقدس ختم ہوگیا۔ جیسے جانور جوان ہونے پر اولاد سے لاتعلق ہو جاتے ہیں یہی وطیرہ اُنہوں نے اختیار کیا۔ اور Haves and Have nots کے درمیان بہت بڑی خلیج مائل ہوگئی۔ وسائل اور دولت کی ریل پیل کے باوجود خودکشیاں غریب ممالک سے زیادہ وہاں ہوتی ہیں۔ دنیا میں خواب آور ادویات وہاں سب سے زیادہ استعمال ہوتی ہیں۔ اپنوں سے انصاف دوسروں سے ظلم اپنوں سے دیانت دوسروں سے بددیانتی جائز سمجھنے کی وجہ سے آج امریکہ دنیا کا سب سے زیادہ قابل نفرت ملک ہے۔ ہم جس دین کا نفاذ چاہتے ہیں، اُس میں قاضی خلیفہ وقت کے مقابلے میں غیر مسلم کے حق میں فیصلہ دیتا ہے۔ فرق سمجھنے کے لیے یہ دیکھنا ہوگا کہ طالبان نے ریڈلی سے کیا سلوک کیا اور امریکی درندے ڈاکٹر عافیہ سے کیا سلوک کر رہے ہیں۔ یہی وہ نظام ہے جس کا نفاذ اِس دنیا کو جنت نظیر اور امن کا گہوارہ بنا دے گا، یہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے، آزمائش شرط ہے۔ اگر ہم نے اس حقیقت کو نہ سمجھا تو جس گڑھے کے کنارے پر ہم پہنچ چکے ہیں اُس میں گر کر غرق ہو جائیں گے۔

براہ راست قرآن مجید سمجھنے کی صلاحیت
پیدا کرنے کیلئے 40 روزہ کل وقتی
قرآنی عربی کورس

طلباء، ڈاکٹرز، وکلاء، اساتذہ کرام، سرکاری و غیر سرکاری ملازمین، کاروباری حضرات اور تمام مکتبہ ہائے فکر سے تعلق رکھنے والے ہر عمر کے حضرات کیلئے

یہ کورس خاص طور پر اُن افراد کیلئے ترتیب دیا گیا ہے جو معلم بن کر اس تحریک میں شامل ہونا چاہتے ہوں

تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو قرآن سیکھتے ہیں اور دوسروں کو سکھاتے ہیں (الحدیث)

قیام و طعام اکیڈمی کے ذمہ ہوگا۔

آغاز کلاس
15 جون تا 25 جولائی

معلمین: محمد اورنگزیب ہرل / سجاول علی سعد

داخلے کیلئے 10 جون تک اپنے نام رجسٹر کروائیں

رابطہ: خواجہ مشتاق احمد
0300-6668584

فہم القرآن اکیڈمی

مرکزی آفس: میاں ذوالفقار علی شاہد روڈ، 120۔ عثمان بلاک مسلم ٹاؤن نمبر 1، لاثانی ٹی سرگودھا روڈ فیصل آباد

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ ''مرکز گوجرانوالہ، مسجد نمرہ سوئی گیس لنک روڈ، ملک پارک''میں

3 مئی بروز اتوار نماز عصر تا 9 مئی 09ء بروز ہفتہ نماز ظہر

مبتدی تربیت گاہ

اور 8 مئی بروز جمعہ نماز عصر تا 10 مئی 09ء بروز اتوار نماز ظہر

نقباء وامراء تربیت گاہ

کا آغاز ہو رہا ہے۔ زیادہ سے زیادہ رفقاء اور نقباء وامراء اِن تربیت گاہوں میں شامل ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: (شاہد رضا: 3891675-055، 7446250-0300)

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت رابطہ: 6366638-6316638-042
0333-4311226

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

- ازروئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
- ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
- نیکی، تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط وکتابت کورسز سے فائدہ اٹھائیے:

(1) قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی کورس (2) عربی گرامر کورس (I`II`III) (3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کیلئے رابطہ:

شعبہ خط وکتابت کورسز قرآن اکیڈمی 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 3-5869501